ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

2 جمادی الاولیٰ 1438ھ / فروری 2017ء

احرار

عزم وہمت اور صبر و استقامت کے

87 سال

آزادیٔ کشمیر

عزیزو! خدا جانے، آپ کس کشمیر کو لینے کے ارادے کر رہے ہیں یا کس کشمیر کے متعلق سوچتے ہیں؟ اب آپ بھی سن لیں اور چودھری صاحب بھی۔ اصل کشمیر تو تقسیم کے عمل میں آپ اپنے ہاتھ سے دے چکے۔ اگر فائر بندی کی بات نہ ہوتی تو ممکن ہے کوئی بات بن جاتی۔ فرنگی اور ہندو کسی صورت میں بھی آپ کو کشمیر نہیں دینا چاہتے۔ ہاں اگر کبھی انھوں نے ضرورت محسوس کی تو شاید وہ اس مستقل فساد کو ختم کر دیں اور ممکن ہے اس کا کچھ حصہ بھی آپ کے پاس آجائے۔

ورنہ وہ کشمیر جو ذہنوں میں جنت کا نشان ہے۔ جس کے متعلق میری رائے ہے کہ پروردگار عالم نے آسمانوں پر اپنی موجودگی میں تیار کرا کے اسے زمین پر اتارا اور وہ جنت کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس جنت ارضی میں اب نہیں بلکہ ۱۹۳۰ء سے مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ اس زمانے میں ہم مجلس احرار والوں نے اسی کشمیر کے متعلق مسلمانوں سے ایک بات کہی تھی۔ ہم نے ڈوگرہ شاہی اور ہندوؤں کے مظالم کے خلاف آواز بلند کی تھی۔ مسلمانوں کو متوجہ کیا تھا کہ کشمیر تمہارا ہے، اسے بچالو اور اس کے مستقبل کو محفوظ کرلو۔ مگر اس وقت کے رئیس مسلمانوں نے جن کا دخل فرنگی ایوانوں میں تھا ہماری بات نہ سنی۔ لیکن مجلس احرار اسلام کی اپیل پر آزادیٔ کشمیر کے لیے چلائی جانے والی پہلی عوامی تحریک میں پچاس ہزار مسلمان قید ہوئے اور ہمارے بائیس نوجوانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ تب ہماری بات مان لی ہوتی تو آج کشمیر کا نقشہ یوں نہ ہوتا۔

رئیسوں کو تو پہلے بھی کچھ نہیں ہوا اور اب بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا مگر جذبۂ جہاد سے سرشار مسلمان روز اول سے اب تک قربانی دیتے آئے ہیں۔ انھیں کی جانیں اس جنت نظیر کی آزادی کی جنگ میں کام آئی ہیں:

رتبہ شہیدِ ناز کا گر جان جائیے
قربان جانے والے کے قربان جائیے

حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(خطاب: دفاع پاکستان احرار کانفرنس ۱۴؍جنوری ۱۹۴۹ء، احرار پارک دہلی دروازہ لاہور)

(''حیاتِ امیرِ شریعت'' جانباز مرزا، صفحہ ۳۲۷)

بفیضانِ نظر
خواجہ خواجگان قطبِ زمان امام الاولیاء
حضرت اقدس شیخ المشائخ مولانا خواجہ
خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تقریبِ سعید اختتام
صحیح بخاری شریف

بتاریخ
26 مارچ 2017ء
27 جمادی الثانی 1438ھ
بروز اتوار بعد نمازِ ظہر ان شاء اللہ
نمازِ ظہر ایک بجے ادا کی جائے گی

بمقام
جامعہ عربیہ سعدیہ
خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ
کندیاں ضلع میانوالی

زیرِ صدارت
مخدوم العلماء، فرزند خواجہ خواجگان
حضرت مولانا صاحبزادہ
عزیز احمد صاحب
دامت برکاتہم العالیہ
نائب امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
پاکستان

جامعہ عربیہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کی تعلیمی کارکردگی

جامعہ کے شعبہ جات

★ شعبہ درس نظامی ★ شعبہ تجوید و قراءات ★ شعبہ تحفیظ القرآن الحکیم
★ شعبہ افتاء ★ سعدیہ لائبریری ★ دار التحقیق ★ شعبہ فلکیات

جامعہ سے فراغت پانے والے طلباء کی تعداد

شعبہ کتب دورہ حدیث سے سند فراغت حاصل کرنے والے طلباء کی تعداد 58 ہے۔ اس سال دورہ حدیث شریف میں 10 طلباء سند فراغت حاصل کریں گے۔

شعبہ حفظ 1987ء سے اب تک جن خوش نصیب طلباء نے قرآن پاک حفظ کیا ان کی تعداد 1040 ہے۔ اس سال اس شعبہ میں 25 طالب علموں نے قرآن پاک مکمل حفظ کیا ہے۔

شعبہ تجوید 2004ء سے اب تک 264 طالب علم شعبہ تجوید سے سند فراغت حاصل کر چکے ہیں اور اس سال 13 طالب علم شعبہ تجوید سے سند فراغت حاصل کریں گے۔

جس میں
علماء کرام مشائخ عظام خطباء
قراء و شعراء اسلام تشریف لا رہے ہیں

تمام اہلِ اسلام سے جوق در جوق شرکت کی اپیل ہے

منجانب انتظامیہ جامعہ عربیہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں ضلع میانوالی

برائے رابطہ
0300-8999668
0333-6836228

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 28 شمارہ 2 جمادی الاولیٰ 1438ھ / فروری 2017ء

Regd.M.NO.32

تشکیل

اداریہ:	حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کا سانحۂ ارتحال	سید محمد کفیل بخاری	2
	فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی رحمۃ اللہ علیہ کا سانحۂ ارتحال		
شذرات:	تحریکِ ختمِ نبوت کی تازہ ترین صورتحال!	عبداللطیف خالد چیمہ	5
افکار:	ٹرمپ کی صدارت: دُنیا کے خدشات اور ردِ عمل	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	9
//	بھینسا اور آئیتیاں	طارق اسماعیل ساگر	12
//	تحریکِ آزادیٔ کشمیر اور احرار	شیخ حسین اختر لدھیانوی	15
//	وہ مر چکا تھا	پروفیسر ابوطلحہ	16
//	چکوال انتظامیہ مسلمانوں کے خلاف قادیانیوں کی مددگار بن گئی	منصور اصغر راجہ	17
دین و دانش:	معارف الحدیث	مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ	20
//	علماء و خطباء اور ائمہ مساجد کے نام (خاص مکتوب)	مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ	23
//	احادیثِ نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اور منکرینِ حدیث کے اعتراضات کا علمی جائزہ (قسط: 10)	حافظ عبیداللہ	28
ادب:	نعت	سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا	37
//	منقبت در مدحِ اصحابِ محمد ﷺ	محمد سلمان قریشی	38
//	عشق کے قیدی (قسط: 6)	ظفر جی	39
نقد و نظر:	جناب جاوید غامدی اور جماعتِ احمدیہ لاہور کس مخمصے میں ہیں؟	محمد سفیر الاسلام	45
مطالعۂ قادیانیت:	قادیانیوں کو دعوتِ اسلام (قسط: 2)	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ	48
یادِ رفتگاں:	صوفی محمد اسحق رحمۃ اللہ علیہ: ایک باوفا اور ایثار پیشہ احرار کارکن	ابو معاویہ محمد فقیر اللہ رحمانی	57
//	بابا غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ: وفا شعار، مخلص اور بزرگ احرار کارکن	عبدالکریم قمر	59
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	63

فیضانِ نظر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رفقاءِ فکر

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید صبیح الحسن ہمدانی

sabeeh.hamdani@gmail.com

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

تزئین

محمد نعمان سنجرانی

محمد مزمل حمید

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک ——— 200/- روپے

بیرون ملک ——— 4000/- روپے

فی شمارہ ——— 20/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلس احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

فخر المحدثین حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کا سانحۂ ارتحال

سید محمد کفیل بخاری

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر اور اتحاد تنظیمات مدارس کے سربراہ، بانی مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی فخر المحدثین حضرت مولانا سلیم اللہ خان ۱۶؍ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ/ 15 جنوری 2017ء بروز اتوار کراچی میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کا شمار پاک وہند کے جید علماء میں ہوتا تھا۔ وہ علم وعمل میں یکتا تھے۔ مولانا کے انتقال سے علمی وروحانی دنیا میں جو خلا پیدا ہوا وہ پورا ہونا مشکل ہے۔ آپ ۲۵؍دسمبر ۱۹۲۶ء ضلع مظفر نگر (انڈیا) کے قصبہ حسن پور لوہاری میں پیدا ہوئے۔ خیبر ایجنسی کے علاقے تیراہ کے قریب ''چورا'' کے آفریدی پٹھانوں کے خاندان ''ملک دین'' سے تعلق تھا۔ یہیں سے آپ کے اجداد حسن پور لوہاری ضلع مظفر نگر گئے تھے۔ سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ العزیز کے شیخ میاں جی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ بھی حسن پور کے تھے اور تمام عمر اسی گاؤں میں بسر کی۔

حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا مسیح اللہ خان رحمہ اللہ سے مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد میں حاصل کی۔ ۱۹۴۲ء میں دار العلوم دیو بند داخل ہوئے جہاں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق (اکوڑہ خٹک) کے علاوہ دیگر جید اساتذہ سے تحصیل علم کی۔ ۱۹۴۷ء میں امتیازی نمبروں کے ساتھ دورۂ حدیث کی سند حاصل کی۔ آپ مدرسہ مفتاح العلوم، دار العلوم ٹنڈو اللہ یار (سندھ) دار العلوم کراچی، جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی اور جامعہ فاروقیہ میں تفسیر وحدیث اور فقہ پڑھاتے رہے۔ آپ، حضرت مدنی، حضرت مولانا عبد الحق، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت مفتی محمد شفیع اور حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہم اللہ کے چہیتے اور قابل اعتماد تھے۔ حضرت مفتی تقی عثمانی مدظلہٗ آپ کے قابل فخر شاگرد ہیں۔ شوال ۱۳۸۷ھ/ ۲۳؍جنوری ۱۹۶۷ء کو جامعہ فاروقیہ کراچی کی بنیاد رکھی جو آج پاکستان کے معیاری مدارس میں سرفہرست ہے۔ ۱۹۸۰ء میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے، اپنی صلاحیتوں اور خدمات کے نتیجے میں ۱۹۸۹ء میں آپ کو وفاق المدارس کا صدر منتخب کیا گیا اور اپنی وفات تک وہ اس منصب جلیلہ پر فائز رہے۔ ملک بھر کے علماء کا ان پر اعتماد تھا اور مولانا اس اعتماد پر پورے اترے۔ تحریر وتقریر میں کمال حاصل تھا۔ آپ کے تقریری ودرسی ذخیرے مرتب ہو کر مسلسل شائع ہو رہے ہیں۔ صحیح البخاری کے دروس ''کشف الباری'' کی ۱۵؍جلدیں اور مشکوٰۃ کی تقاریر ''نفحات التنقیح'' تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ ماہنامہ الفاروق (عربی، اردو) جاری کیا۔ اس میں حضرت رحمہ اللہ کے مضامین، مقالات اور تقاریر ومواعظ شامل ہوتے جو اہلِ درد اور اہل بصیرت کے لیے سکونِ قلب اور فکر مندی کا ذریعہ بنتے۔

حضرت شیخ سلیم اللہ خان ایک باوقار، بااصول، مستقل مزاج، بہترین منتظم، بہادر اور صائب الرائے شخصیت کے مالک تھے۔ وفاق المدارس کے پلیٹ فارم سے مدارس کے تحفظ، نصابِ تعلیم اور نظم ونسق کے حوالے سے آپ کی خدمات

نا قابل فراموش ہیں۔ جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خاندانی نسبت اور علمی حیثیت کی وجہ سے حضرت شیخ ان کا بہت احترام کرتے۔ حضرت شیخ آپ سے عمر میں ایک دن بڑے تھے۔ بھائی شفیع الرحمٰن راوی ہیں کہ جامعہ فاروقیہ کے سامنے قدیم احرار کارکن بھیّا الیاس مرحوم کا گھر تھا۔ شاہ جی کراچی آتے تو ان کے ہاں قیام کرتے۔ حضرت شیخ سلیم اللہ خان رحمہ اللہ، شاہ جی سے ملنے وہاں تشریف لے آتے۔ خوب مجلس ہوتی، شاہد صدیق چوہان مرحوم بھی شریک مجلس ہوتے۔ حضرت شیخ کا شعری ذوق بھی بہت اعلیٰ تھا۔ حضرت ابوذر بخاری رحمہ اللہ سے فرمائش کر کے حضرت شیخ اُن کے اشعار سنتے وہ مشہور قصیدہ جو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت میں آپ نے لکھا خصوصی طور پر آپ نے سنا اور ہر شعر پر بے اختیار داد دیتے۔ میری ان سے بغیر تعارف کے چند ملاقاتیں تھیں۔ جس روز آپ کا انتقال ہوا، میں کراچی میں تھا۔ اس مرتبہ آپ کی زیارت وملاقات کا مصمم ارادہ تھا لیکن آپ شدید علالت کے باعث ہسپتال داخل تھے۔ ملاقات تو نہ ہوسکی لیکن جامعہ فاروقیہ میں آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل ہوگئی۔ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات میاں محمد اویس، سندھ کے امیر مفتی عطاء الرحمٰن قریشی، جناب محمد ارشد، بھائی شفیع الرحمٰن، عبدالغفور مظفر گڑھی اور دیگر احرار کارکنوں کی معیت میں جامعہ فاروقیہ پہنچے تو باہر سڑکوں اور گلیوں میں تاحدِ نگاہ انسان ہی انسان تھے۔ حضرت کے فرزندان مولانا عادل خان مدظلہٗ اور مولانا عبیداللہ خالد سے فون پر تعزیت کی اور ملتان واپس آ گیا۔ اللہ تعالیٰ، آپ کے حسنات قبول فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائے۔ آپ کا فیض جاری رہے اور جن خطوط پر آپ نے وفاق المدارس کا نظام مرتب کیا، اخلاف اس کی حفاظت کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے اور آپ کے فرزندان گرامی کو آپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے دینی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔ آمین یارب العٰلمین

شیخ الحدیث، فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی رحمۃ اللہ علیہ کا سانحۂ ارتحال:

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے سربراہ شیخ الحدیث، فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی رحمتہ اللہ علیہ ۱۷/ ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ/ ۱۶/جنوری ۲۰۱۷ء بروز پیر ساؤتھ افریقہ کے شہر پیٹر میرٹس برگ میں تبلیغی سفر کے دوران ۷۰/برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ ۱۹۴۶ء میں امرتسر (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد ملک عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ قیام پاکستان کے بعد فیصل آباد آ گئے اور کچھ عرصے بعد حجاز مقدس ہجرت کر گئے۔ اس زمانے میں والیٔ حرمین باب ملک کے باہر لوگوں کے مسائل سنتے اور درخواستیں وصول کرتے۔ ملک عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ نے سعودی شہریت کے حصول لیے درخواست دی تو منظور ہوگئی۔ سعودی شہریت ملنے کے بعد پورا خاندان مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر ہو گیا۔ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم مکہ مکرمہ میں ہی حاصل کی۔ مظاہر العلوم سہارن پور (یوپی انڈیا) سے ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۸ء میں دورۂ حدیث کی سند حاصل کی۔ مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ میں تدریس کا آغاز کیا اور پھر حدیث شریف کے اسباق بھی پڑھائے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمتہ اللہ علیہ سے روحانی تعلق قائم کیا جو فنافی الشیخ کے مقام تک پہنچا۔ ۱۹۶۴ء سے ۱۹۸۲ء تک شیخ کی بے مثال رفاقت حاصل رہی۔ آپ شیخ الحدیث کے لاڈلے اور چہیتے خلیفہ مجاز تھے۔ آپ کی زندگی میں تبلیغی واصلاحی رنگ حضرت شیخ کی صحبت کا فیض تھا۔ حضرت شیخ الحدیث کے بعد آپ ہی ان

کے حلقے کا مرجع تھے۔ آپ نے مدینہ منورہ میں مطابع الرشید کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا۔ حضرت شیخ الحدیث کی عربی کتابوں کو بڑے اہتمام سے شائع کیا اور دیگر دعوتی و تبلیغی کتب بھی شائع کیں۔ شیخ مکی انتہائی خوش اخلاق، وجیہہ و خوش شکل، جید عالم دین اور روحانی بزرگ تھے۔ خشک صوفی نہ تھے بلکہ بذلہ سنج، حاضر جواب اور فصیح البیان خطیب بھی تھے۔ بزرگوں کی فرماں برداری و اکرام اور چھوٹوں پر شفقت ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ ابن امیر شریعت قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم ۱۹۷۵ء میں مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور شیخ مکی نے انھیں مطابع الرشید میں خدمت کے لیے مامور کر دیا ساتھ یہ احسان بھی کیا کہ ان کے کفیل بن گئے۔ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ تقریباً ۱۴؍سال مدینہ منورہ میں رہے۔ اس عرصے میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں مستقل حاضری اور شیخ عبدالحفیظ مکی کی رفاقت، محبت اور خلوص سے لطف اندوز ہوتے رہے۔

حضرت مکی جب بھی پاکستان تشریف لاتے تو مجلس احرار اسلام کے اجتماعات میں اہتمام سے شریک ہوتے۔ خصوصاً مسجد احرار چناب نگر کی ختم نبوت کانفرنس میں متعدد مرتبہ شریک ہوئے۔ دارِ بنی ہاشم ملتان اور دفتر احرار لاہور میں بھی تشریف لائے۔ پشاور اور لاہور میں انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کی کانفرنسوں میں بڑے اصرار کے ساتھ مجھے شرکت اور خطاب کی دعوت دیتے۔ حضرت امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ، آپ کے خاندان اور آپ کی جماعت مجلس احرار اسلام سے بہت محبت فرماتے۔ دسمبر ۲۰۱۳ء میں مجھ عاجز کو ساؤتھ افریقہ کے دورے پر ساتھ لے گئے حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ، ڈاکٹر عمر فاروق احرار اور پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش کے کئی علماء بھی مدعو تھے۔ وہاں کیپ ٹاؤن، جوہانس برگ، ڈربن، لنیشیا اور لینزیا میں منعقدہ ختم نبوت کانفرنسوں میں میرا خطاب بھی کرایا، بے انتہاء شفقت اور سرپرستی فرمائی، کبھی نماز فجر کے بعد ’’صلاۃ ٹی‘‘ اور عشاء کے بعد مجلس احباب میں قہوہ اور ڈرائی فروٹ سے میزبانی فرماتے۔ ان مجالس میں علمی و تحقیقی مباحث، تفسیری و حدیثی نکات، سیرت طیبہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان افروز واقعات، شعر و غزل، لطائف و ظرائف، سیاست، علماء و مشائخ کی نصائح، غرض سب کچھ ہوتا۔ یہ عجیب سب رنگ مجلس ہوتی۔ شیخ مکی اس میں بھرپور حصہ لیتے لیکن مجال ہے کہیں ابتذال کا کوئی پہلو آئے۔ شیخ مکی ہمیں ’’مرج البحرین‘‘ بھی لے گئے جہاں زمین ختم ہو کر سمندر شروع ہو جاتا ہے وہاں بھی لے گئے، اسی مقام پر ایک خوبصورت مسجد میں نماز مغرب ادا کی، شیخ نے وعظ بھی ارشاد فرمایا۔ واپسی پر عمرہ بھی کرایا اور دعاؤں سے رخصت کیا۔ انھیں تحفظ ختم نبوت کے مشن سے عشق تھا۔ یورپ اور دیگر ممالک میں تحفظِ ختم نبوت کا کام بڑے جذبے سے کیا۔ انٹرنیشنل ختم نبوت کے قیام میں ان کا ذوق اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم شامل تھا۔ وہ اللہ کے صالح بندے تھے۔ مسافرت کی موت اور وہ بھی اللہ کے راستے میں ان کے اعمال حسنہ کی قبولیت ہے۔ اور سب سے بڑا اعزاز جنت البقیع میں نبی خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی ہے۔ ۲۰؍ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ/ ۱۹؍جنوری ۲۰۱۷ء کو نماز فجر کے بعد مسجد نبوی میں نماز جنازہ ہوئی اور پھر صبح قیامت تک کے لیے بقیع شریف میں آسودہ خاک ہو گئے۔ جب روز قیامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع پہنچیں گے تو سب بقیع والوں کے ساتھ شیخ عبدالحفیظ بھی اٹھیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت و رفاقت میں جنت الفردوس میں داخل ہوں گے۔ ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے فرزندان مولانا عبدالرؤف، مولانا عمر، مولانا معاذ اور آپ کے برادران کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے اور شیخ کے نقشِ قدم پر چلائے۔ (آمین)

تحریک ختم نبوت کی تازہ ترین صورتحال!

عبداللطیف خالد چیمہ *

آئین کی اسلامی دفعات خصوصاً تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت جیسے قوانین مسلسل عالمی کفریہ ایجنڈے کی زد میں ہیں، گزشتہ کچھ ماہ سے چناب نگر کے سرکاری تعلیمی اداروں کو قادیانیوں کو دینے کے اعلان، قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے سنٹر فارفزکس کو آنجہانی ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے نام منسوب کرنے کا فیصلہ، سانحۂ دوالمیال (چکوال) اور ماورائے قانون وعدالت اقدامات اور پھر قانون توہین رسالت کو غیر مؤثر کر کے بدلنے کی مذموم کوششیں بڑی تیزی سے جاری ہیں اور ہم خُدام ختم نبوت اِن کوششوں بلکہ سازشوں کے سدباب کے لیے سرگرمِ عمل ہیں، متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان نے ان مذکورہ ایشوز کے حوالے سے بیداری کا بھرپور کردار ادا کیا، مختلف مکاتب فکر کی جانب سے صدر مملکت جناب ممنون حسین کی خدمت میں ایک خط بھی ارسال کیا گیا (جو شامل اشاعت ہے) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے حسب روایت اِس مسئلہ پر یکم فروری کو اسلام آباد میں اے پی سی طلب کر رکھی ہے، جس میں اِن شاءاللہ تعالیٰ مشترکہ ومؤثر لائحہ عمل سامنے آئے گا۔ مزید براں سینٹ کی فنکشنل کمیٹی برائے انسانی حقوق کی چیئرپرسن اور متحدہ کی سینیٹر نسرین جلیل اسرار فرمارہی ہیں کہ اقلیتوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے اور دوالمیال (چکوال) کی مقبوضہ مسجد قادیانیوں کے حوالے کی جائے، لیکن وہ یہ نہیں فرماتیں کہ قادیانی اپنے آپ کو اقلیت تسلیم ہی نہیں کرتے، آئین کو نہیں مانتے، ووٹ نہیں بنواتے، اپنے آپ کو مسلمان کہنے پر مصر ہیں، کیا یہ سب کچھ ایک غیر مسلم اقلیت کا حق ہے؟ کون کس سے پوچھے گا؟ کوئی ہے جو اس کا جواب دے؟ کیا یہ سب کچھ ماورائے آئین وقانون نہیں؟ ہم بھی کچھ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں، کہ قومی اسمبلی میں دست و گریبان ہونے والے، ایک دوسرے کو گالیاں دینے والے اور ملک کی دولت لوٹ لوٹ کر سیر نہ ہونے والے ہماری قوم کی رہنمائی کریں گے۔ تمام مقتدر حلقے یاد رکھیں کہ اس زندگی کے بعد ایک اور دائمی زندگی بھی آنے والی ہے جہاں سفارش صرف اور صرف جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی کام آئے گی۔ اس لیے منصب رسالت وختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد کو ہم سب آگے بڑھانے والے بن جائیں اور اسلام اور پاکستان کے دشمن ناکام ونامراد ہوں۔

O......O......O

★ سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

باسمہ سبحانہ

صدر محترم جناب ممنون حسین کی خدمت میں ایک ضروری عرضداشت

بگرامی خدمت عزت مآب جناب ممنون حسین صاحب، صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ　　　　جناب عالی!

گزارش ہے کہ ہم چند کارکنان تحریک ختم نبوت آنجناب کی توجہ اس عرضداشت کے ذریعہ ایک اہم ترین قومی اور دینی مسئلہ کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ آپ اس پر غور فرما کر اسلامیانِ پاکستان کے جذبات کی پاسداری کی کوئی صورت ضرور نکالیں گے۔

پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے 1974ء میں ملت اسلامیہ کے ایک دیرینہ مطالبہ کو منظور کرتے ہوئے مفکرِ پاکستان علامہ محمد اقبالؒ کی تجویز کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کو دستوری طور پر غیر مسلم قرار دے کر جہاں مسلمانوں کے متفقہ اور اجماعی عقیدہ؟ ختم نبوت کے تحفظ کا اہتمام کیا تھا وہاں ملک میں متحرک ایک ایسے گروہ کی سرگرمیوں کو بھی اس کے اصل دائرے میں محدود کر دیا تھا جسے علامہ محمد اقبالؒ نے ملت اسلامیہ سے الگ ایک خود ساختہ مذہبی گروہ او ریہودیت کا چربہ قرار دیا تھا اور جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اس گروہ کے بارے میں اس خطرہ کی نشاندہی کی تھی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کا یہ گروہ پاکستان میں وہ پوزیشن حاصل کرنے کے لیے تگ ودو کر رہا ہے جو امریکہ میں یہودیوں کو حاصل ہے کہ ملک وقوم کی کوئی پالیسی ان کی مرضی کے بغیر طے نہ ہونے پائے۔

یہ دستوری فیصلہ دینی اور شرعی ہونے کے ساتھ ساتھ مکمل طور پر جمہوری بھی تھا کہ منتخب پارلیمنٹ نے طویل بحث ومباحثہ کے بعد یہ فیصلہ صادر کیا تھا اور اسے ملک کی رائے عامہ، تمام مذہبی مکاتبِ فکر، اعلیٰ عدالتوں اور عالمِ اسلام کے علمی ودینی مراکز کی مکمل حمایت حاصل تھی۔ مگر قادیانیوں نے یہ فیصلہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اس فیصلے پر عملدرآمد کے اقدامات کا بائیکاٹ کرتے ہوئے دنیا بھر میں اس کے خلاف نفرت انگیز مہم شروع کر دی جو اب تک مسلسل جاری ہے اور اسے پاکستان کے اسلامی تشخص اور نظریاتی بنیادوں کے مخالف بین الاقوامی عناصر، لابیوں اور اداروں کی مسلسل حمایت بلکہ پشت پناہی حاصل چلی آ رہی ہے۔

قادیانیوں کے اسی انکار اور ہٹ دھرمی کے باعث 1984ء میں ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعہ انہیں اسلام کا نام اور مسلمانوں کی مخصوص مذہبی علامات وشعائر کے استعمال سے قانوناً روک دیا گیا تھا اور یہ آرڈیننس ملک کی منتخب اسمبلی سے منظور ہو کر ملک کے قانون کا حصہ بن گیا تھا۔ تب سے آج تک صورتحال یہ ہے کہ قادیانی گروہ اس دستوری اور قانونی فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکاری ہے۔ اس کے خلاف عالمی سطح پر لابنگ اور منفی پروپیگنڈہ کا سلسلہ جاری رکھے

ہوئے ہے اور اسلام و پاکستان کے ساتھ ساتھ دستور و قانون کے اس فیصلے پر عملدرآمد کا تقاضا کرنے والے دینی حلقوں کی کردار کشی میں مصروف ہے۔ قادیانیوں کی مسلسل کوشش ہے کہ وہ دستور و قانون کو تسلیم کیے بغیر پاکستان میں اپنی سابقہ پوزیشن بحال کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور وہ مراعات اور مزعومہ حیثیت حاصل کرنے کی طرف پیش رفت کریں جس کا خدشہ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اپنے مذکورہ بالا بیان میں ظاہر کیا تھا۔

یہ صورتحال ملک کے محبِ وطن حلقوں کے لیے تشویش و اضطراب کا باعث ہے اور دستور و قانون کی بالادستی اور حاکمیت کے بھی منافی ہے۔ ان حالات میں ضرورت تو اس بات کی تھی کہ دستور و قانون سے قادیانیوں کے انحراف و انکار کا نوٹس لیا جاتا اور پاکستان کے خلاف دنیا بھر میں ان کی منفی سرگرمیوں کا حکومت کی طرف سے تعاقب کیا جاتا۔ مگر انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ مذکورہ بالا جائز توقعات کے برعکس ریاستی طور پر قادیانیوں کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی کے اقدامات سامنے آرہے ہیں جن میں قادیانیوں کے پاکستانی ہیڈکوارٹر چناب نگر میں ان کے بھٹو دور میں قومیائے جانے والے تعلیمی اداروں کی واپسی اور قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے سنٹر فار فزکس کو معروف قادیانی سائنس دان ڈاکٹر عبد السلام کے نام سے موسوم کرنے کے اقدامات بھی شامل ہیں۔

ملک و قوم اور دین و ملت کے ساتھ آنجناب کی محبت اور قومی سیاست میں آپ کے شفاف کردار کے باعث یہ بات ہمارے لیے صدمہ کا باعث بنی ہے کہ قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے سنٹر فار فزکس کو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے نام سے موسوم کرنے کا حکم نامہ آنجناب کے دستخطوں سے جاری ہوا ہے جس کا آنجناب سے شکوہ کیا جا رہا ہے۔ یہ ڈاکٹر عبد السلام کی ذاتی لیاقت و صلاحیت کا سوال نہیں بلکہ ملک و قوم کے ساتھ ان کے طرزِ عمل اور رویہ کو دیکھنا بھی ضروری ہے کہ ایک سائنس دان کے طور پر پاکستان کو ایٹمی صلاحیت سے روکنے کے لیے ان کا کردار کیا رہا ہے؟ آپ اس سلسلہ میں محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان سے ہی دریافت کر لیتے تو نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔ پھر مختلف مواقع پر وطنِ عزیز پاکستان کے بارے میں ڈاکٹر عبدالسلام کے منفی ریمارکس بھی توجہ طلب ہیں کیونکہ کسی قومی اعزاز کا استحقاق صرف کسی شخص کی ذاتی لیاقت و صلاحیت کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ اس کی قومی خدمات کو بھی دیکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اور محض مبینہ ذاتی صلاحیت و قابلیت کے عنوان سے ایک شخص کو اتنے بڑے قومی اعزاز سے بہرہ ور کر دینا ایسا ہی لگتا ہے جیسے 1757ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے بنگال پر قبضہ کی راہ ہموار کرنے والے میر جعفر کو اس کی ذاتی قابلیت و صلاحیت کی بنیاد پر خدانخواستہ پاکستان کے کسی قومی اعزاز کا مستحق قرار دے دیا جائے۔

جنابِ صدر! ہم وطنِ عزیز پاکستان کے شہری ہیں، عقیدہ؟ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد کے کارکن ہیں، اور آپ کے بارے میں ہر لحاظ سے حسنِ ظن رکھتے ہیں۔ اس لیے یہ درخواست کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں کہ آنجناب دستور و قانون

کے محافظ ہونے کے حوالہ سے قادیانیوں کے بارے میں حکومتی پالیسیوں کا سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لیں اور انہیں دستور و قانون کے دائرے میں لانے کے لیے بحیثیت صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان مؤثر کردار ادا کریں۔ ہمیں امید ہے کہ آپ

- پاکستان کے اسلامی تشخص
- دستور و قانون کے تقاضوں اور
- اسلامیانِ پاکستان کے جذبات

کی پاسداری کے جذبہ کے ساتھ ان گزارشات کو سنجیدہ توجہ سے نوازیں گے اور اپنے تاثرات و اقدامات سے ہمیں بھی باخبر فرمائیں گے۔ شکریہ!

منجانب اراکین متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان

بذریعہ عبداللطیف خالد چیمہ

سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

69-سی، حسین سٹریٹ، نیو مسلم ٹاؤن، وحدت روڈ، لاہور

0300-6939453

16-01-2017

کاپی ٹو

1 جناب وزیراعظم پاکستان اسلام آباد

2 جناب وفاقی وزیر داخلہ اسلام آباد

3 جناب وفاقی وزیر تعلیم اسلام آباد

سید عطاء المہیمن بخاری
امیر مرکزیہ مجلس احرار اسلام پاکستان

حافظ عاکف سعید
امیر تنظیم اسلامی پاکستان

مولانا زاہد الراشدی
سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل

مولانا عبدالرؤف فاروقی
سیکرٹری جنرل جمعیت علماء اسلام پاکستان

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ
نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان

قاری محمد رفیق وجھوی
رابطہ سیکرٹری انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان

رانا محمد شفیق خان پسروری
ایڈیشنل سیکرٹری جنرل مرکزی جمعیت اہلحدیث

قاری محمد زوار بہادر
جمعیت علماء پاکستان

علامہ زبیر احمد ظہیر
امیر تحریک تحفظ حرمین شریفین پاکستان

ٹرمپ کی صدارت: دُنیا کے خدشات اور ردِ عمل (برق وباراں)

ڈاکٹر عمر فاروق احرار*

وائٹ ہاؤس اپنے اکہتر سالہ پینتالیسویں صدر ڈونلڈ ٹرمپ کو خوش آمدید کہہ چکا ہے۔حالیہ امریکی انتخابات میں دنیا کی توقعات کے برعکس ٹرمپ کی کامیابی نے امریکہ سمیت دنیا بھر کو حیرانی سے دوچار کیا، چونکہ امریکہ اپنے وسائل اور اپنی طاقت کی بناء پر دنیا کے معاملات پر اثر اندازی کی قوت رکھتا ہے۔اس لیے ٹرمپ کی صدارت نے دنیا کو امریکہ سے توقعات سے زیادہ خوف اور خدشات میں جکڑ دیا ہے، کیونکہ انتخابات میں ٹرمپ کے جارحانہ بیانات نے اس کی متنازع شخصیت کی جو شناخت قائم کی ہے، اُس نے دنیا کو دہشت زدہ کررکھا ہے۔خصوصاً ٹرمپ کے مسلمانوں، سیاہ فاموں اور امریکا میں مقیم غیر ملکیوں کے خلاف تندوتیز اور متعصّبانہ لب ولہجے نے ان طبقات میں سراسیمگی اور بے چینی پیدا کررکھی ہے۔عالم اسلام میں بھی ٹرمپ کے بارے میں تشویش واضطراب بے جا نہیں ہے، کیونکہ ٹرمپ نے صدارت کا حلف اٹھاتے ہی اسلام کو دہشت گردی سے جوڑ دیا ہے اور واضح الفاظ میں کہا ہے کہ: بنیاد پرست اسلامی دہشت گردی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے۔'' بعض سیاسی حلقے ٹرمپ کے مسلمانوں کے خلاف بیانات کو انتخابی جذباتیت کہہ کر رسانیت کے ساتھ اس توقع کا اظہار کررہے تھے کہ ٹرمپ صدارت سنبھالتے ہی مسلمانوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائیں گے اور نفرت کی خلیج کو پاٹنے میں اہم کردار ادا کریں گے، مگر ٹرمپ کے اس بیان نے تجزیہ کاروں کے اندازوں کو ملیامیٹ کردیا ہے۔اشتعال اور تعصّبات کا منہ زور دیو انگڑائی لے کر تازہ دم ہوگیا ہے۔یہ ٹرمپ ہی تھے جو اپنی انتخابی مہم میں مسلمانوں کے جہاز بھر کر انہیں امریکہ سے باہر پھینکنے کے دعوے کرتے رہے اور ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے جذبات واحساسات کو جی بھر کر مجروح کرتے رہے۔اسرائیل کی کھلم کھلا حمایت اور فلسطینیوں سے نفرت ان کی تقاریر کا مرکزی نکتہ رہی۔اب اقتدار کی کرسی پر براجمان ہوتے ہی ٹرمپ نے اسلام کے خلاف جس جارحانہ عزم کا اظہار کیا ہے۔اس سے اُن کے مستقبل کے ارادے بھانپے جاسکتے ہیں۔

مشرق وسطیٰ میں خانہ جنگی کی آگ بیرونی قوتوں ہی کی بھڑکائی ہوئی ہے۔داعش کی تشکیل سے لے کر اُسے جدید اسلحہ سے لیس کرنے تک میں امریکہ کی کارفرمائی سب پر عیاں ہے۔ایک طرف سعودی عرب کو جنگی سازوسامان اور دوسری طرف یمن کو اسلحہ کی ترسیل امریکہ ہی کی مرہون منت ہے۔عراق، شام، افغانستان، کشمیر اور فلسطین میں خونِ مسلم کی ارزانی

★ ڈپٹی سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

اِسی دشمنِ جان واِیماں کے دستِ ستم کی کرشمہ فرمائی ہے۔اسی امریکہ کے واشگاف متعصّبانہ رجحان کے حامل نومنتخب صدر ڈونلڈ ٹرمپ اپنی انتخابی مہم کے دوران بار ہا یہ کہتے رہے ہیں کہ'' وہ عراق وشام پر کارپٹ بمباری کر کے انہیں رزقِ خاک بنادیں گے،ایران کے ساتھ نیوکلیئر ڈیل کوختم کر دیں گے اور پاکستان کو لگام ڈالیں گے۔''اب ٹرمپ کے اِن عزائم ہی کے پیش نظر عالم اسلام میں خوف زدگی کی کیفیت طاری ہے ۔ٹرمپ کی کامیابی نے اسلام مخالف قوتوں کے حوصلے بڑھادیے ہیں۔رونلڈ ٹرمپ نے انتخابات میں کامیابی کے فوراً بعد یہ کہہ کر اسرائیل کو خیر سگالی کا پیغام دیا تھا کہ مشرق وسطیٰ میں صرف اسرائیل ہی جمہوری ریاست ہے۔اب اسی کی شہ پا کر ٹرمپ کی صدارت کے آغاز کے ساتھ ہی اسرائیل نے غزہ کی پٹی کے جنوبی حصہ میں بکتر بند گاڑیوں اور بلڈوزروں سمیت فوج داخل کر دی ہے اور مشرقی مقبوضہ بیت المقدس میں یہودیوں کیلئے مزید 566 مکانات تعمیر کرنے کی منظوری بھی دے دی ہے۔اس کے باوجود فلسطینی صدر محمود عباس نے ٹرمپ کے برسر اقتدار آنے کا خیر مقدم کرتے ہوئے انہیں مشرق وسطیٰ تنازع حل کرانے کیلئے بھر تعاون کی پیش کش کی ہے۔دریں اثناء صدر ٹرمپ نے تازہ بیان میں افغانستان میں جنگ جاری رکھنے کا حکم بھی دے دیا ہے۔جس پر طالبان کا شدید ردعمل سامنے آیا ہے۔

محض عالم اسلام ہی نہیں ،باقی دنیا بھی ٹرمپ کے ماضی قریب کے انتہا پسندانہ بیانات کو دیکھتے ہوئے اپنے گہرے تحفظات اور شدید خدشات کا اظہار کر رہی ہے۔ٹرمپ کی حلف برداری کے روز واشنگٹن اور نیویارک میں ٹرمپ کے خلاف مظاہرے کیے گئے اور ٹرمپ کی صدارت سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا۔واشنگٹن میں خواتین مارچ کے لیے دو لاکھ مظاہرین جمع ہوئے۔ یہ ریلی دنیا بھر میں اُن 600 متوقع ریلیوں میں سے ایک ہے جو ڈونلڈ ٹرمپ کے عہدۂ صدارت پر فائز ہونے کے پہلے دن سے نکالی جارہی ہیں۔جن کا مقصد خواتین کے حقوق کو اُجاگر کرنا ہے۔مظاہرین کو خدشہ ہے کہ نئی انتظامیہ کے زیر اثر اُن کے حقوق کو خطرہ لاحق ہے۔ٹرمپ کے خلاف امریکہ سمیت دنیا بھر میں مظاہروں کا سلسلہ جاری ہے۔اطلاعات کے مطابق میکسیکو میں عوام نے بھاری تعداد میں گلی سڑکوں پر نکلتے ہوئے ٹرمپ کو برا بھلا کہا، کیونکہ ٹرمپ نے میکسیکو کی سرحدوں پر دیوار تعمیر کرنے کی بات کی تھا۔لاطینی امریکہ سے لے کر یورپ تک متعدد ملکوں میں ٹرمپ مخالف مظاہرے کیے گئے ۔ارجنٹائن ، پیرو اور بولیویا میں بھی اسی طرح کے مظاہرے ہوئے ۔سڑکوں پر نکلنے والے لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے اس بات کا مطالبہ کیا کہ ٹرمپ انتظامیہ اُن کے ملکوں کے ساتھ احترام کے دائرہ میں رہتے ہوئے خیر سگالی کے تعلقات قائم کرے ۔ادھر برطانیہ سے لے کر سپین تک کئی ایک یورپی ملکوں میں ٹرمپ مخالف مظاہرے دیکھنے میں آئے۔مظاہرین نے ''ٹرمپ اور نسل پرستی نہیں چاہیے ''،''جنگ نہیں چاہیے''، جیسی تحریروں پر مبنی کارڈز اُٹھا رکھے

تھے۔ اِن مظاہروں میں ٹرمپ کی پالیسیوں کی بناء پر امریکہ میں نفرت آمیز جرائم کی تعداد میں اضافہ ہونے پر توجہ مبذول کرائی گئی۔ بلجیم میں ٹرمپ کے خواتین کی تذلیل کرنے پر مبنی بیانات پر بھی شدید نکتہ چینی کی گئی۔ نئی امریکی انتظامیہ کی جانب سے تل ابیب میں اپنے سفارتخانے کو اُلقدس منتقل کرنے کی بحث کے خلاف دریائے اردن کے مغربی کنارے پر احتجاج کیا گیا۔ مظاہرین کا کہنا تھا کہ ٹرمپ انتظامیہ کا یہ اقدام اس کی اسرائیل نواز پالیسیوں کا واضح ثبوت ہے۔ اب تک ماسکو سے مانچسٹر تک دنیا کے سات سو سے زائد شہروں میں احتجاج کیا گیا اور مظاہروں کا یہ سلسلہ آئندہ ہفتوں تک جاری رہنے کی اطلاعات ہیں۔

عوامی ردِعمل نے حکمرانوں کو آئینہ دکھایا ہے کہ دھونس، دھاندلی، آمریت، جارحیت، تعصب، نسل پرستی اور فرعونی ہتھکنڈوں کے بل بوتے پر حکمرانی کے جھنڈے نہیں گاڑے جاسکتے۔ اگر عوامی ردِعمل کا یہ سلسلہ دراز ہوتا ہے تو اُس کے نتیجے میں امریکی وحدت کو بھی شدید خطرات لاحق ہوسکتے ہیں۔ امریکی ریاستوں کی جاری علیحدگی پسند تحریکوں میں شدت درآنے کی توقع کی جاسکتی ہے۔ جبکہ وسیع پیمانے پر نسلی اور مذہبی بنیاد پر نزاعات سر اُٹھاسکتے ہیں۔ ٹرمپ کا چارسالہ دور صدارت داخلی انتشار میں گھرا نظر آتا ہے۔ ابھی ڈونلڈ ٹرمپ کو صدر بنے، دن ہی کیا گزرے ہیں کہ سی این این، اے بی سی نیوز سمیت نامور میڈیا گروپس کے ایک مشترکہ سروے نے انہیں امریکہ کا سب سے غیرمقبول صدر ظاہر کردیا ہے۔ سروے کے مطابق ڈونلڈ ٹرمپ کے حق میں صرف 44 فیصد اَمریکیوں نے رائے دی ہے۔ سی این این اور اے بی سی کے مطابق: ''یہ گزشتہ 40 سال میں کسی بھی امریکی صدر کی کم ترین ریٹنگ ہے۔'' بیرونی دنیا کے ساتھ امریکی تعلقات کی نوعیت میں دراڑیں گہری ہوسکتی ہیں، یورپی یونین کے ساتھ تعلقات کا دھارا بدل سکتا ہے، کیونکہ ٹرمپ کے نیٹو کو فرسودہ کہنے پر امریکہ، یورپ تعلقات کے بارے میں کئی سوالات پیدا ہوگئے ہیں اور ٹرمپ کے بیان کے ردِعمل میں جرمن چانسلر انجلینا مرکل نے مشرقِ وسطیٰ میں مہاجرین کے بحران کا ذمہ دار امریکہ کو قرار دیا ہے۔ برطانوی وزیراعظم تھریسا مے نے بھی کہہ دیا ہے کہ ''وہ ٹرمپ کو چیلنج کرنے سے نہیں ڈرتیں، ٹرمپ کے خواتین کے متعلق خیالات ناقابل قبول ہیں۔'' دنیا کے نئے منظرنامے کا انحصار ٹرمپ انتظامیہ کے دیگر ممالک کے ساتھ ان کے رویے اور سلوک پر منحصر ہے، لیکن یہ بات نوشتۂ دیوار ہے کہ ٹرمپ کا عہد صدارت امریکہ کے معاشی، سیاسی اور مذہبی بحرانوں اور مناقشوں سے بھرپور ہوگا، کیونکہ ٹرمپ نے تعصبات اور انتہاپسندی کو جو راہ دکھائی ہے۔ اس کا انجام جلد یا بدیر بالآخر امریکی جغرافیہ میں تبدیلی اور دنیا میں امریکہ کے سمٹتے ہوئے کردار کی انتہاء پر منتج ہوگا۔

❁ ❁ ❁

بھینسا اور آنٹیاں

طارق اسماعیل ساگر

بھینسے موچی اور اس کے ساتھیوں کو غائب ہونے پر 25 تا 33 آنٹیوں اور چلغوزوں کا احتجاج یہ بتانے کے لئے تو کافی ہے کہ غائب ہونے والے مرتدوں سے ہیومن رائٹس کو کتنی دلچسپی ہوسکتی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان حرام خوروں کی اوقات کیا تھی؟ ہماری روشن خیالی ہمارا ذاتی مسئلہ ہوسکتا ہے اجتماعی مسئلہ نہیں۔ دنیا میں آج بھی کروڑوں ایسے مسلمان موجود ہیں جو ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کی تصدیق ہونے کے بعد گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کا انتظار نہیں کرتے۔ آپ اسے کچھ بھی معنی دیں لیکن جو مسلمان اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پر ''ابنارمل'' نہ ہو اس کا ایمان مشکوک ہے۔ لعنت ہے ایسی زندگی اور ایسی روشن خیالی پر جو وجہ تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پر خاموشی اختیار کرے۔

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبان عقل   لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

یہ ایمان کا معاملہ ہے دل کے معاملات ہیں، یہاں کوئی دلیل، منطق، فلسفہ قانون، کچھ کام نہیں آتا۔ جو بدتمیزیاں اور حرام کاریاں اس بھینسے اور اس کے ساتھیوں کی منظر عام پر آرہی ہیں اس کے بعد ان کے حق میں کوئی آواز ''ہیومن رائٹس'' کے نام پر یا کسی اور حوالے سے بلند ہونا یہ سوال پیدا کرتا ہے کہ ہم انسانوں کے معاشرے میں رہتے ہیں یا جانوروں کے؟ ہم مسلمان تو دور کی بات ہے انسانیت کی سطح سے بھی گر چکے ہیں۔ کچھ دردِ دل رکھنے والے احباب نے اس غلیظ بھینسے کی ان ان حرام کاریوں کی تفصیلات سوشل میڈیا پر ''نقل کفر، کفر نہ باشد'' کے تحت نقل کی ہیں میری تو مجال نہیں کہ چند سطریں پڑھنے کے بعد آگے بھی پڑھ سکوں لیکن میں یہ سوچ کر حیران و پریشان ہورہا ہوں کہ اب تک ان غلیظ اور راندۂ دَرگاہ لوگوں کو زندہ رہنے کا حق کس قانون یا اخلاقی ضابطے کے تحت دیا گیا تھا؟

ہر سوال کا جواب یہ نہیں ہوتا کہ یہ غیر قانونی حرکت ہے، ایسا قانون جائے بھاڑ میں جو شانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخیوں کے مرتکب ان عادی مجرموں پر اب تک ہاتھ نہیں ڈال سکا۔ انہیں کٹہرے میں نہیں لاسکا۔ اپنی جان بچانے کے لئے جو بہرحال ایک دن چلی جائے گی آئین اور قانون ہمیں یہ حق دیتا ہے کہ ہم حملہ آور کو جان سے مار دیں جسے ''حفاظتِ خود اختیاری'' کہا جاتا ہے لیکن اپنے ایمان پر حملہ آور ہونے والے سے متعلق ہم خاموشی اختیار نہیں کر

سکتے!

کوئی غیر مسلم جج اپنے ضمیر کی عدالت میں اس کیس کو لے جائے۔ان غلیظ تحریروں کا مطالعہ کرے جوان بھینسوں نے سوشل میڈیا پر پھیلائی ہیں، میرا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ بھی فوراًان مردودوں کوقتل کرنے کا حکم دے گا۔استغفراللہ! قرآن پاک کی آیات کے الفاظ بدل کر یہ گندے اور گھٹیا جنونی اُردو میں جو ترجمہ کرتے رہے جس طرح ان بدبختوں نے رسالت ما آب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر غلیظ حملے کئے خصوصاً آپ کی معاشرتی اور ازدواجی زندگی پر اپنی ذہنی غلاظت کے انبار لگائے اس کے بعد ان کے لئے اگر کسی کے دل میں کسی بھی حوالے سے کوئی ہمدردی ہے تو وہ اپنی ڈی این اے ٹیسٹ کروائے ''اللہ کی قسم'' جو کچھ یہ لوگ سوشل میڈیا پر واویلا کرتے رہے ہیں اس کے بعد یہ بدترین سزا کے مستحق ہیں۔

یہ منطق اور جواز ان وحشیوں پر فٹ ہی نہیں ہوتی کہ انہیں گرفتار کر کے عدالت میں پیش کیا جائے۔ان پر مقدمہ چلایا جائے۔امریکہ سے زیادہ مہذب معاشرہ موم بتی مار کہ آنٹیوں اور بے غیرت بریگیڈ کے لئے اور کون سا ہوسکتا ہے۔کیا ایف بی آئی یا سی آئی اے کچھ خصوصی جرائم کی تصدیق کے بعد مجرموں کو عدالت میں پیش کرتی ہیں؟ کیا انہیں خصوصی اختیارات کے تحت ایسے مجرموں کو مار دینے کا حکم نہیں ملتا؟ درجنوں فلمیں اور کتابیں اس موضوع پر موجود ہیں۔کیا ''فریڈم آف سپیچ'' امریکہ میں نہیں ہے؟ یہ اصطلاح ہی مغرب سے آئی ہے لیکن وہ بھی ایک حد سے آگے کسی کو جانے کی اجازت نہیں دیتے۔وہ تو سیکولر لوگ ہیں ہم تو جھوٹے سچے بہرحال خود کو مسلمان سمجھتے ہیں۔میرا دل نہیں مانتا کوئی لبرل مسلمان بھی ان تحریروں کا متحمل ہوسکتا ہے جو ان غلیظ ذہنوں کی تخلیق ہیں۔جو تحریریں مشتے از خروارے سوشل میڈیا پر ان کے حوالے سے سامنے آئی ہیں۔ان میں تو یہ انسانوں کی نسل سے دکھائی ہی نہیں دیتے۔قرآنی آیات کے الفاظ بدل کر ان کے ترجمے کر کے قرآن پاک کا تمسخر اُڑایا گیا ہے۔سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق جو بے ہودہ گفتگو کی گئی ہے میری تو مجال نہیں کہ اسے ''نقل کفر'' کے ضمن میں بھی احاطۂ تحریر میں لاسکوں۔اسلامی شعائر، خانہ کعبہ، مسجد نبوی (ﷺ) پر جو گند انہوں نے بکا ہے۔وہ دنیا کے کسی بھی لبرل معاشرے میں رہنے والے مسلمان کے لئے خواہ اس کا تعلق کسی بھی مسلک سے ہو قابل برداشت ہی نہیں۔

مجھے علم نہیں کہ یہ لوگ خود غائب ہوئے ہیں یا کسی نے انہیں اغواء کیا ہے؟ لیکن کرنٹ افیئر اور خصوصاً انٹیلی جنس اُمور کا ایک طالب علم ہونے کے ناطے میں جانتا ہوں کہ ان بے غیرتوں کی اپنی تو کوئی حیثیت اور اوقات ہوتی نہیں۔یہ غیر ملکی ایجنسیوں کے گماشتے ہوتے ہیں جن کی قیمت پاکستان میں شراب کی ایک دو بوتلوں، چند ہزار روپے اور گرفتاری یا اپنے کرتوتوں پر قابو آنے کے بعد کسی بھی مغربی ملک میں ''سیاسی پناہ'' ہوتی ہے۔ماضی میں ایسی مثالیں موجود ہیں، یہ لوگ

طویل عرصے سے سوشل میڈیا پر گندگی پھیلا رہے تھے اور بھینسا تو ایجنسیوں کو للکار کر کہا کرتا تھا کہ ہمت ہے تو اسے پکڑ لو۔ اس طرح کے چیلنج اپنے غیر ملکی آقاؤں کو خوش کرنے، اپنی قیمت بڑھانے یا پھر اپنے مالکان کی Modus aprandae طے شدہ منصوبے کے تحت ہی کئے جاتے ہیں۔ بسا اوقات ان کے ''مالکان'' اپنے بھینسوں کو دی گئی ہدایات پر عمل کے باوجود جب متوقع نتائج حاصل نہ کر سکیں تو سنسنی خیزی پھیلانے اور ''ٹارگٹ ملک'' کو بدنام کر کے متوقع نتائج حاصل کرنے کے لئے وہ اپنے ''بھینسوں'' کو خود ہی غائب کر دیتے ہیں۔ انہیں قتل کر دیتے ہیں، فرار کروا دیتے ہیں یا منظر سے غائب کر دیتے ہیں۔ عین ممکن ہے ان ''بھینسوں'' کے ساتھ بھی ایسا کچھ ہوا ہوگا۔

دوسرا امکان یہ ہے کہ انہیں دہشت گرد تنظیموں کے ذریعے اغوا کروالیا جاتا ہے۔ آپ کے لئے دلچسپی کی بات یہ ہے کہ دہشت گرد تنظیمیں بھی ان ہی ''مالکان'' کی پیدا کردہ ہیں جن کے یہ بھینسے ملازم ہیں لیکن دونوں کو الگ الگ مشن سونپے جاتے ہیں۔ دہشت گرد تنظیموں سے اسلام کے نام پر دہشت گردی کروائی جاتی ہے اور بے غیرت بریگیڈ سے لبرل ازم، آزاد خیالی، فریڈم آف سپیچ وغیرہ کے نام پر بے غیرتی کروائی جاتی ہے۔ دونوں کو ایک دوسرے کا متحارب بنا کر پیش کیا جاتا ہے لیکن دونوں گدھے سمجھ ہی نہیں پاتے کہ ان کے ساتھ کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ عین ممکن ہے جلدی کسی دہشت گرد تنظیم کی طرف سے ان کی لاشوں یا گرفتاری کے ساتھ کوئی ویڈیو سامنے آجائے۔ تیسرا اور آخری امکان یہ ہے کہ ان کو واقعی ایجنسیوں نے قابو کر لیا ہے اور ان کی تفتیش ہو رہی ہے۔ اگر تیسرا امکان غالب ہے تو میری ایک مسلم پاکستانی کی حیثیت سے درخواست ہے کہ اس گندگی سے اپنے کپڑے میلے نہ کریں ان بھینسوں کے جرائم کی تفصیلات سوشل میڈیا پر موجود ہیں۔ ان کے غیر ملکی ایجنسیوں سے تعلق کی تفصیلات آپ نے اب تک حاصل کر لی ہوں گی۔ انہیں جلد از جلد عدالت میں پیش کیا جائے۔ جہاں برق رفتار اوپن ٹرائل کے بعد انہیں ''انصاف'' ملے اور یہ اپنے انجام کو پہنچیں۔ پاکستان کے موجودہ حالات میں ان کا زیادہ دیر غائب رہنا مزید مسائل پیدا کر سکتا ہے۔

(روزنامہ ''جہان پاکستان'' لاہور، اشاعت 14 جنوری 2017ء)

convention 24-2-17.JPG not found.

تحریک آزادیٔ کشمیر اور احرار

شیخ حسین اختر لدھیانوی

ظلم واستبداد کی داستان بہت پرانی ہے جو اپنی آزادی اور حق کی خاطر قائم رہنے والوں کو ہمیشہ جھیلنا پڑا ہے۔ مقبوضہ کشمیر کے حالیہ قہر آمیز حالات کا جو کابوس بالکل نہتے اور بے سروسامان اہلِ کشمیر پر سایہ فگن ہے اس کی تاریخ بھی نئی نہیں۔ معاہدہ امرتسر کے مطابق انگریزوں نے کشمیر کو اس کے سر بفلک پہاڑوں، لطیف ترین پانی والی جھیلوں، انتہائی زرخیز میدانوں اور خوشبوؤں سے مہکتے ہوئے زعفران کے ریشوں سمیت حقیر رقم پر مہاراجہ گلاب سنگھ کے ہاتھ بیچ دیا۔ جس کے ناجائز راج میں مسلمانوں پر انتہائی ظلم وستم ہونے لگا چنانچہ سنہ ۱۹۳۱ء میں ڈوگرہ راج کی بدمعاشیوں کے خلاف مجلس احرار اسلام نے عالی شان تحریکِ کشمیر چلائی اور پہلی بار اہلِ کشمیر پر ہونے والے جبر وتعدی کے سامنے بند باندھنے کی سنجیدہ کوشش کی۔ یہی وہ مقدس ومبارک تحریک ہے جس میں جرأت وبہادری کی روشن مثالیں قائم کرتے ہوئے رضا کارانِ احرار جنت نظیر کشمیر میں برستی ہوئی آگ وخون کی بارش میں صف آرا ہوئے۔ ظلم کے آتش فشاں میں بے خطر کود جانے والے سرفروش جیالے نمازِ عشق ادا کرنے کے لیے میدانِ کارزار میں پہنچے اور غاصب حکومت کی گولیوں اور سنگینوں کے سامنے سر بکف ہو کر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ بے مثال ایجی ٹیشن چلاتے ہوئے ایک ہی تحریک میں تن تنہا پچاس ہزار احرار کارکنوں نے جیل خانے کا رخ کیا، جس سے ڈوگرہ حکومت ہل گئی بلکہ خود انگریز سرکار کے حواس بے ٹھکانا ہو گئے۔ مفکّرِ احرار چودھری افضل حق اور ماسٹر تاج الدین انصاری لدھیانوی اس تحریک میں احرار کے سرفروش بہادر نڈر اور جانباز قافلے کے سرلشکر تھے، جس نے صفحۂ تاریخ کو اپنے کردار کی بے انتہا تنویر سے ہمیشہ کے لیے روشن کر دیا۔ رضا کار الٰہی بخش چنیوٹی شہید ہو گئے رضا کار غازی منّے خان شدید زخمی ہوئے۔ سیکڑوں ہزاروں جری دلاوروں نے قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں، یہاں تک کے انگریز سرکار کے پاس ان جیوشِ ربّانیہ کے سیلِ بے پناہ کو روکنے کے لیے جیلخانے کم پڑ گئے اور عارضی جیل خانے بنانے پڑے۔

وہی جنت نظیر کشمیر ہے اور وہی اس کی رشک فلک وادیاں ہیں جو ایک بار پھر ظالموں کے ظلم کی آگ میں جھلسا کر خونِ ناحق کے بے پناہ سیلاب میں نہلائی جا رہی ہیں۔ قیام پاکستان کے وقت مسلم لیگ کی مسلم کش غلطیوں کی بدولت کشمیر کے دروازوں کی کنجیاں بے حس سنگدل ہندو بنیے کے حوالے کی گئیں اور بھارت نے غاصبانہ طور پر جموں کشمیر میں اپنی افواج داخل کیں۔ اس وقت مقبوضہ کشمیر میں بھارت کی آٹھ لاکھ مسلح فوج ہے جو پوری وادیٔ کشمیر میں صرف قتل وغارت گری کے مکروہ کام میں لگی ہوئی ہے۔ فرشتوں سے زیادہ پاک طینت کشمیری ماؤں بہنوں بیٹیوں کی عزتوں کو تار تار کیا جا رہا ہے نوجوانوں بوڑھوں اور بچوں کو ناحق گرفتار اور قتل کیا جا رہا ہے۔ ظلم کی حدود کے نئے پیمانے مقرر کرتے ہوئے پیلٹ گن سے معصوم بچوں کی بینائی چھینی جا رہی ہے۔ مودی کی خون آشام حکومت کی آمد کے بعد اس غنڈہ وسفاک فوج کی قاتلانہ صفات زیادہ ہی نمایاں ہو کر سامنے آئی ہیں۔ آج پاکستان میں ایک بار پھر مسلم لیگ کی حکومت ہے اور وہ کشمیریوں پر ہونے والے مظالم کے بعد بھی اپنی خاموشی میں مگن ہے۔ حکومت ہو یا اپوزیشن کسی کو اس مسئلے کی سنگینی کا ہرگز ادراک واحساس نہیں۔ ہر سیاسی لیڈر اپنی ذاتی پولیٹیکل دکانداری چمکانے میں مصروف ہے۔ اللہ کرے کہ کشمیریوں کی قربانیاں جلد رنگ لائیں اور کشمیری بھائی بھی سکھ چین کی زندگی بسر کریں۔ آمین

وہ مر چکا تھا

پروفیسر ابوطلحہ

وہ فزکس کا نوبل انعام یافتہ پروفیسر تھا۔ وہ اپنے تجربات میں مگن تھا بیوی اخبار لیے لیبارٹری میں داخل ہوئی ''اے جناب آپ کو تو نہ نماز کی فکر نہ اور کسی دینی سماجی کام کی۔ بس لیبارتری ہے یا چودھویں صدی کے نبی اور اس کے خلیفہ کی باتیں کرتے رہتے ہو۔ اس میں کسی کا کیا بھلا ہے یہ دیکھو اخبار نے لکھا ہے کہ آپ انتقال فرما گئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے بے توجہی سے جواب دیا۔ بس میری طرف سے مرنے والے کو پھولوں کی چادر بھجوا دو اور مجھے نہ چھیڑو کیونکہ میں آج کل سپر طاقت کے نیو ورلڈ آرڈ میں معاون کے طور پر کام کر رہا ہوں۔ انھوں نے مجھے اچھی تنخواہ پر ملازم رکھا ہے۔ ناگاساکی اور جاپان کے دوسرے شہروں میں لاکھوں باغی مرے تھے مگر اب اس سے کئی سو گنا بڑے منصوبے پر سوچا جا رہا ہے اور جن لوگوں نے چودہ سو سال قبل آنے والے کو نبی مانا اور ہمارے حضرت صاحب پر ایمان نہیں لائے تمہیں معلوم ہے سپر طاقت نے ان کے علاج کے لیے تشخیص و تجویز میرے ذمے لگائی ہے اور بڑے سائنسدانوں کے ایک گروپ کو مدد کے لیے میرے ساتھ کر دیا ہے اور مجھ پر اس لیے بھی خصوصی نظر ہے کہ مجھے ان نام نہاد مسلمانوں ہی کی کمیونٹی میں شمار کیا جاتا ہے۔ مجھے نوبل انعام دیا جانا بھی میرے اسی امتیاز کی بنا پر ممکن ہوا۔ اچھا جاؤ، مجھے جلد اپنا منصوبہ بڑی سرکار کو پیش کرنا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر صاحب پھر اپنے کام میں جٹ گئے۔ وہ اپنی جنم بھومی بارہا آتے رہتے یہاں انتہا پسندوں کی کارگزاریاں اور اپنے ملک و قوم کے لیے ان کی پرخلوص خدمات کے راز معلوم کرتے، عوامی اتحاد، سادہ لوح دیہاتیوں کی مذہب سے وابستگی اور دینی رہنماؤں کی وعظ و نصیحت اور عام لوگوں کو دین پر پختگی پر اکسانا دیکھتے پھر یہ ساری کارگزاری واپس جا کر اپنے مربی سپر طاقت کے خفیہ اداروں کو پہنچاتے اور اونچے سے اونچا انعام پاتے۔ انتقال تو وہ فرما چکے تھے یعنی مر چکے تھے مگر یہ موت جسمانی نہیں، دل و نگاہ اور روح کی موت تھی۔ مقام محمود پر فائز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نقوش پا کو اس پروفیسر کی نظر نہیں دیکھ سکی تھی۔ اس کے دل میں وَلٰکِن رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖن کا دل آویز مفہوم نہیں آسکا تھا اس کی روح قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ میں ابدی سرمدی مذکور و رسالت تک پرواز نہ کر سکتی تھی۔ اے کاش! وہ ختم نبوت کا حقیقی معنی جان لیتا۔ اے کاش! اس نے جتنا فزکس میں دماغ کھپایا وہ یہ بھی سوچتا کہ تمام آسمانی کتب اور صحائف محفوظ نہ رہے، آخر قرآن کیوں چودہ سو سال گزرنے پر بھی محفوظ ہے۔ اس کا ایک حرف ایک دندانہ تک بھی کیوں محفوظ ہے۔ آج کی جدید تہذیب، سائنس اور ٹکنالوجی کے دور میں کسی نبی کیا آنے کی حاجت ہوتی تو قرآن اور اس پر ایمان رکھنے والے ڈیڑھ ارب مسلمان کب کے مٹ چکے ہوتے۔

آج قرآن کلمہ اسلام لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور محمد رسول اللہ کی گونج رُبع سکوں کے ہر گوشے میں ہر لمحے سنائی دے رہی ہے ان کو بھی جوان حقائق پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کو بھی جو پروفیسر ڈاکٹر مذکور ہے مودب شاگرد یا نام لیوا ان کی طرح پھولوں کی چادر بھیجے جانے کے محتاج بن چکے ہیں۔ ان کو لاکھ سمجھاؤ کہ موت اور حیات حقیقت ہیں اور اس حقیقت کو سمجھنے کے لیے محمد علیہ السلام کی غلامی میں آنا پڑتا ہے پھر کسی اور کی غلامی بدذوقی کے سوا کچھ نہیں رہ جاتی۔

چکوال انتظامیہ مسلمانوں کے خلاف قادیانیوں کی مددگار بن گئی

منصور اصغر راجہ

باوثوق ذرائع کے مطابق چکوال انتظامیہ کی طرف سے مسلمانوں پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ وہ قادیانیوں کے ساتھ ان کی شرائط پر تحریری صلح کر کے موضع دوالمیال کی متنازعہ مینار والی مسجد ان کے حوالے کر دیں۔ جوڈیشل ریمانڈ پر اڈیالہ جیل میں تاحال قید ۸۷ر مسلمانوں پر ذہنی ٹارچر کیا جا رہا ہے۔ دوسری جانب دوالمیال میں قادیانیوں کی فائرنگ سے شہید ہونے والے محمد نعیم کے قتل کی ایف آئی آر سیشن کورٹ کے حکم کے باوجود تاحال درج نہیں کی جا سکی ہے۔ علاقے میں اب بھی خوف و ہراس کی فضا برقرار ہے اور ڈیڑھ ماہ گزر جانے کے باوجود سو سے زائد افراد غائب ہیں۔ دو روز قبل اہل علاقہ نے اجتماعی فیصلہ کیا کہ وہ کسی بھی صورت قادیانیوں سے صلح اور مینار والی مسجد سے دستبردار نہیں ہوں گے۔ ادھر قیدیوں کے ورثاء نے اپنے پیاروں کی رہائی کے لیے ہائی کورٹ سے رجوع کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

چکوال سے باوثوق ذرائع نے ''امت'' کو بتایا کہ سانحہ دوالمیال کو ڈیڑھ ماہ گزر جانے کے باوجود قصبے میں خوف و ہراس کی فضا ابھی تک برقرار ہے۔ مقامی افراد کو خدشہ ہے کہ پولیس کسی بھی وقت مزید گرفتاریاں کر سکتی ہے۔ قصبے کے سو سے زائد افراد اب تک غائب ہیں اور اپنے گھروں کو واپس نہیں لوٹے۔ جبکہ ۱۲ر ربیع الاول (۱۲ر دسمبر ۲۰۱۶ء) کو چکوال کے نواحی قصبے دوالمیال میں مسلمانوں اور قادیانیوں میں ہونے والے تصادم کے بعد گرفتار کیے گئے ۸۷ر مسلمان ڈیڑھ ماہ بعد بھی جوڈیشل ریمانڈ پر اڈیالہ جیل راولپنڈی میں قید ہیں۔ ان گرفتار شدگان میں سولہ سال کے لڑکوں سے لے کر ۶۵ سال تک کے بزرگ شامل ہیں۔ ان میں متنازعہ مینار والی مسجد پر قادیانیوں کے قبضے کے خلاف گزشتہ بیس برس سے عدالتی جنگ لڑنے والے تینوں بھائی سید معید حسین شاہ، سبط الحسن شاہ اور توقیر الحسن شاہ بھی شامل ہیں۔ ذرائع کا دعویٰ ہے کہ اس معاملے کو قادیانیوں کی مرضی و منشا کے مطابق سمیٹنے کے لیے انتظامیہ کی طرف سے مختلف حربے استعمال کیے جا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں جیل میں بند افراد پر خاصی ''محنت'' کی جا رہی ہے۔ علاوہ ازیں مختلف جھوٹی خبریں پھیلا کر دوالمیال کے مسلمانوں میں غلط فہمیاں پیدا کرنیکی کوشش بھی جاری ہے۔ ذرائع نے بتایا کہ اڈیالہ جیل میں قید مسلمانوں کو اس سرد موسم میں بھی انتہائی کسمپرسی کی حالت میں رکھا گیا ہے اور ان کو ہراساں کرنے کے علاوہ ذہنی اذیتیں بھی دی جا رہی ہیں۔ چند روز قبل ان گرفتار شدگان سے جیل میں ملاقات کرنیوالے معززین علاقہ کے وفد کے ایک رکن نے اپنا نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر ''امت'' کو بتایا کہ ان گرفتار مسلمانوں پر انتظامیہ کی طرف سے مسلسل یہ دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ وہ اس کیس

میں اپنی شرائط کی بجائے قادیانیوں کی شرائط پر ان کے ساتھ صلح کریں اور متنازعہ مینار والی مسجد بھی قادیانیوں کے حوالے کی جائے۔ ذرائع کے مطابق انتظامیہ کی طرف سے ان قیدیوں کو کبھی یہ بتایا جاتا ہے کہ باہر موجود لوگ تو قادیانیوں سے صلح پر آمادہ ہیں، اب صرف تم لوگ رکاوٹ ہو۔ اور کبھی ان تک یہ ''اطلاع'' پہنچائی جاتی ہے کہ نعیم شہید کے ورثا تو دیت کے بدلے قادیانیوں سے صلح کے لیے تیار ہیں تم لوگوں نے خواہ مخواہ خود کو مشکل میں ڈال رکھا ہے۔ اس طرح کی باتیں سن کر بالآخر قیدیوں نے اپنی طرف سے پانچ نمائندہ افراد منتخب کیے کہ وہ جو فیصلہ کریں گے وہ سب کا متفقہ ہوگا۔ ذرائع کے مطابق ان پانچوں افراد کو الگ سیل میں بند کر دیا گیا ہے اور امکان ہے کہ ان پر خاص ''محنت'' کی جارہی ہے۔ ذرائع کے بقول چند روز پہلے علاقے کے ایک رکن پارلیمنٹ کی قیادت میں کچھ حکومتی معززین علاقہ پر مشتمل وفد نے اڈیالہ جیل میں قیدیوں سے ملاقات کی تھی۔ مذکورہ وفد کی طرف سے قیدیوں کو واضح الفاظ میں بتایا گیا کہ ان کی رہائی اسی صورت میں ہوسکتی ہے کہ قادیانیوں سے انھی کی شرائط پر صلح کر کے مینار والی مسجد ان کے حوالے کر دی جائے اور دوالمیال میں ۱۲؍ ربیع الاوّل سے پہلے کی صورتحال بحال کی جائے۔ اس پر قیدیوں کے نمائندوں کی طرف سے مطالبہ کیا گیا کہ انھیں اور قادیانیوں کے نمائندوں کو آمنے سامنے بٹھایا جائے تاکہ وہ براہِ راست اس معاملے کو طے کرسکیں۔ اس پر مذکورہ وفد کی طرف سے جواب دیا گیا کہ آپ لوگ ہمیں ہی قادیانیوں کا نمائندہ سمجھیں۔ اس پر قیدیوں کے نمائندوں کی طرف سے جواب دیا گیا کہ ہم دوالمیال میں پہلے جیسی صورت حال بحال کرنے کو تیار ہیں لیکن مسجد کی حوالگی کا فیصلہ عدالت پر چھوڑ دیا جائے۔ جس پر وفد کی طرف سے جواب دیا گیا کہ مسجد کو قادیانیوں کے حوالے کرنا ضروری ہے اس کے بغیر یہ معاملہ حل نہیں ہوسکتا۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ اس سلسلے میں خاص طور پر مینار والی مسجد کی ملکیت کے مقدمے کے مدعی تینوں بھائی سید معید حسین شاہ، سبط الحسن شاہ اور توقیر الحسن شاہ ڈٹے ہوئے ہیں اور وہ کسی بھی صورت مسجد کو قادیانیوں کے حوالے کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ انھیں جیل میں بھی باقی قیدیوں سے الگ رکھا ہوا ہے۔ ذرائع نے مزید بتایا کہ جب یہ بات چیت قیدیوں سے کسی اکا دکا ملاقات کے نتیجے میں باہر آئی تو اہل علاقہ چوکنا ہوگئے۔ لہٰذا ان حکومتی کوششوں کا توڑ کرنے کے لیے منگل ۲۴؍ جنوری کو علاقے کے معززین کے ایک وفد نے قیدیوں سے جیل میں خصوصی ملاقات کی اور انھیں بتایا کہ ان تک صلح کی جو خبریں پہنچائی جارہی ہیں وہ محض پروپیگنڈا ہے۔ اہل علاقہ اور نعیم شہید کے ورثا قادیانیوں سے کسی بھی صورت صلح کے لیے تیار نہیں۔ اس سلسلے میں دو روز پہلے دوالمیال یونین کونسل کی سطح پر اہل علاقہ کا ایک اہم اکٹھ ہوا جس میں متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ قادیانیوں سے راضی نامہ ان کی شرائط اور مسجد کی حوالگی کی بنیاد پر ہرگز نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس سلسلے میں کسی حکومتی دباؤ کو خاطر میں لایا جائے گا۔ ذرائع کے مطابق جیل میں قید مسلمانوں کے ورثا نے اب فیصلہ کیا ہے کہ اپنے پیاروں کے تحفظ اور ان کی رہائی کے لیے ہائی کورٹ سے رجوع کریں گے۔ دوسری طرف نعیم شہید کے ورثا قادیانیوں کے خلاف قتل کی الگ ایف آئی آر درج کرانے کے لیے گزشتہ ڈیڑھ ماہ سے دھکے کھا رہے ہیں، لیکن تاحال ان کی ایف آئی

آر درج نہیں کی گئی۔ جبکہ اس کیس میں صرف دو قادیانی گرفتار ہیں۔ اس سلسلے میں نعیم کے چھوٹے بھائی سعد رضا نے ''امت'' کو بتایا کہ ''اس سانحے کے بعد ہم دو بار نعیم شہید کے قتل کی الگ ایف آئی آر درج کرانے کے لیے تھانہ چوآسیدن شاہ گئے، لیکن متعلقہ پولیس افسر نے ہماری درخواست قبول نہیں کی۔ بعدازاں ہم نے ڈی پی او آفس رابطہ کیا تو وہاں ہماری درخواست تو وصول کر لی گئی لیکن اس پر تا حال کوئی عمل درآمد نہیں ہوسکا۔ اس پر ہم نے ڈسٹرکٹ سیشن کورٹ چکوال سے رجوع کیا تو ۱۹ر جنوری کو عدالت نے پولیس کو ہماری درخواست پر ایف آئی آر درج کرنے کا حکم جاری کیا۔ لیکن ہمارے بار بار تھانہ کے چکر لگانے کے باوجود تا حال نعیم شہید کے قتل کا الگ مقدمہ درج نہیں کیا جا سکا''۔ ''امت'' کی اطلاعات کے مطابق چکوال سے ہی تعلق رکھنے والے مسلم لیگ (ن) کے سینیٹر جنرل (ر) عبدالقیوم بھی علاقے میں امن بحال کرانے کے لیے کوشاں ہیں۔ اس معاملے پر ان سے بات کرنے کے لیے رابطے کی کوشش کی گئی لیکن انھوں نے فون اٹینڈ کیا نہ ایس ایم ایس کا جواب دیا۔

(روزنامہ ''امت'' کراچی، ۲۷ر جنوری ۲۰۱۷ء)

ccw new posterJPG not found.

multan 23-2-17.JPG not found.

معارف الحدیث

مولانا محمد منظور نعمانی رحمتہ اللہ علیہ

مسکینوں، یتیموں اور بیواؤں کی کفالت وسر پرستی:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّاعِیْ عَلَى الْاَ رْمَلَةِ وَا الْمِسْكِیْنِ كَا لْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَحْسِبُهُ قَالَ كَالْقَائِمِ لَایَفْتُرُ وَ كَا لصَّائِمِ لَایُفْطِرُ [رواہ،البخاری ومسلم]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی بیچاری بے شوہر والی عورت یا کسی مسکین حاجت مند کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والا بندہ (اللہ کے نزدیک اور اجر وثواب میں) راہِ خدا میں جہاد کرنے والے بندے کے مثل ہے۔ اور میرا گمان ہے کہ یہ بھی فرمایا تھا کہ: اس قائم اللیل (یعنی شب بیدار) بندے کی طرح ہے جو (عبادت اور شب خیزی میں) سستی نہ کرتا ہو، اور اس صائم الدہر بندے کی طرح ہے جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہو کبھی ناغہ نہ کرتا ہو۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

تشریح: ہر شخص جو دین کی کچھ بھی واقفیت رکھتا ہے، جانتا ہے کہ راہ خدا میں جہاد و جانبازی بلند ترین عمل ہے اسی طرح کسی بندے کا یہ حال کہ اس کی راتیں عبادت میں کٹتی ہوں اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتا ہو، بڑا ہی قابل رشک حال ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فرمایا ہے کہ اللہ کے نزدیک یہی درجہ اور مقام ان لوگوں کا بھی ہے جو کسی حاجت مند مسکین یا کسی ایسی لاوارث عورت کی خدمت واعانت کے لیے جس کے سر پر شوہر کا سایہ نہ ہو دوڑ دھوپ کریں، جس کی صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ خود محنت کر کے کمائیں اور ان پر خرچ کریں اور یہ بھی ہوسکتی ہے کہ دوسرے لوگوں کو ان کی خبر گیری اور اعانت کی طرف متوجہ کرنے کے لیے دوڑ دھوپ کریں۔ بلاشبہ وہ بندے بڑے محروم ہیں جو اس حدیث کے علم میں آجانے کے بعد بھی اس سعادت سے محروم رہیں۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَاوَ كَا فِلُ الْیَتِیْمِ لَهٗ اَوْلِغَیْرِهٖ فِی الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَاَشَارَبِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَیْنَهُمَا شَیْئًا. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں اور

اپنے یا پرائے یتیم کی کفالت کرنے والا آدمی جنت میں اس طرح (قریب قریب) ہوں گے اور آپ نے اپنی انگشتِ شہادت اور بیچ والی انگلی سے اشارہ کرکے بتلایا اوران کے درمیان تھوڑی سی کشادگی رکھی۔ (صحیح بخاری)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کلمہ والی انگلی اوراس کے برابر کی بیچ والی انگلی اس طرح اٹھا کر کہ ان کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا بتلایا کہ جتنا تھوڑا سا فاصلہ اورفرق تم میری ان دوانگلیوں کے درمیان دیکھتے ہوبس اتنا ہی فاصلہ اورفرق جنت میں میرے اوراس مردمومن کے مقام میں ہوگا جواللہ کے لیےاس دنیا میں کسی یتیم کی کفالت اور پرورش کا بوجھ اٹھائے خواہ وہ یتیم اس کا اپنا ہو (جیسے پوتا یا بھتیجاوغیرہ) یا پرایا ہویعنی جس کے ساتھ رشتہ داری وغیرہ کا کوئی خاص تعلق نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ان حقیقتوں پر یقین نصیب فرمائے اوروہ سعادت میسر فرمائے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ارشادات میں ترغیب دی ہے۔

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَبَضَ يَتِيْمًا مِنْ بَيْنِ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى طَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ اَلْبَتَّةَ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ قَدْ عَمِلَ ذَنْبًالَا يُغْفَرُ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''اللہ کے جس بندے نے مسلمانوں میں سے کسی یتیم بچے کو لے لیا اوراپنے کھانے پینے میں شریک کرلیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور بالضرور جنت میں داخل کرے گا۔ الا یہ کہ اس نے کوئی ایسا جرم کیا ہو جو قابل معافی ہو۔

تشریح: اس حدیث سے صراحۃً معلوم ہوا کہ یتیم کی کفالت و پرورش پر داخلہ جنت کی قطعی بشارت اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ وہ آدمی کسی ایسے سخت گناہ کا مرتکب نہ ہو جو اللہ کے نزدیک ناقابل معافی ہو (جیسے شرک وکفر اور خون ناحق وغیرہ) دراصل یہ شرط اس طرح کی تمام تبشیری حدیثوں میں بطور قاعدہ کلیہ کے اس کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَن مَّسَحَ رَأْسَ يَتِيْمٍ لَمْ يَمْسَحْهُ اِلَّا لِلّٰهِ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ شَعْرَةٍ يَمُرُّ عَلَيْهَا يَدُهٗ حَسَنَاتٌ وَمَنْ اَحْسَنَ اِلٰى يَتِيْمَةٍ اَو يَتِيْمٍ عِنْدَهٗ كُنْتُ اَنَا وَهُوَ فِی الْجَنَّةِ كَهَا تَيْنِ وَقَرَنَ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ. (رواہ احمد والترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جس شخص نے کسی یتیم کے سر پر صرف اللہ کے لیے ہاتھ پھیرا تو سر کے جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ پڑا تو ہر ہر بال کے حساب سے اس کی نیکیاں ثابت ہوں گی اور جس نے اپنے پاس رہنے والی کسی یتیم بچی یا یتیم بچے کے ساتھ بہتر سلوک کیا تو میں اور وہ آدمی

جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح قریب قریب ہوں گے اور آپ نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر بتایا اور دکھایا (کہ ان دو انگلیوں کی طرح بالکل پاس پاس ہوں گے)۔ [مسند احمد، جامع ترمذی]

تشریح: اس حدیث سے صراحت کے ساتھ معلوم ہوا کہ یتیموں کے ساتھ حسن سلوک پر جو روح پرور بشارت اس حدیث میں سنائی گئی ہے وہ اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ یہ حسن سلوک خالصاً لوجہ اللہ ہو۔ اس کو بھی قاعدہ کلیہ کی طرح اس طرح کی تمام ترغیبی اور تبشیری حدیثوں میں ملحوظ رکھنا چاہیے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُ بَیْتٍ فِی الْمُسْلِمِیْنَ بَیْتٌ فِیْهِ یَتِیْمٌ یُحسَنُ اِلَیْهِ وَشَرُّ بَیْتٍ فِی الْمُسْلِمِیْنَ بَیْتٌ فِیْهِ یَتِیْمٌ یُسَاءُ اِلَیْهِ. (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''مسلمانوں کے گھرانوں میں بہترین وہ گھرانہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کے گھروں میں بدترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جائے۔ [سنن ابن ماجہ]

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا شَكَا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَسْوَةَ قَلْبِهٖ قَالَ اِمْسَحْ رَأْسَ الْیَتِیْمِ وَاَطْعِمِ الْمِسْكِیْنَ. (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قساوت قلبی اور سخت دلی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ ''یتیموں کے سر پر (پیار کا) ہاتھ پھیرا کرو اور مسکینوں حاجت مندوں کو کھانا کھلایا کرو۔

تشریح: یتیموں کے سروں پر شفقت کا ہاتھ پھیرنا اور مسکینوں، حاجت مندوں کو کھانا کھلانا دراصل وہ اعمال ہیں جو دل کی درد مندی اور ترحم کے جذبہ سے صادر ہوتے ہیں لیکن اگر کسی کا دل دردمندی اور جذبہ ترحم سے خالی ہو اور اس کے بجائے اس میں قساوت ہو۔ تو اس کا علاج یہ ہے کہ وہ عزم اور قوتِ ارادی سے کام لے کر یہ اعمال کرے، انشاء اللہ اس کے دل کی قساوت درد مندی سے بدل جائے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اسی طریق علاج کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔

(مطبوعہ: معارف الحدیث، ج:۶، ص:۱۰۴......۱۰۹)

علماء وخطباء اور ائمہ مساجد کے نام

استاذ الاساتذہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ

خاص مکتوب، اہم وصیت اور زندگی کی آخری تحریر

شیخ المشایخ، استاذ الاساتذہ، رئیس المحدثین حضرت اقدس مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اب اس دنیا میں نہیں رہے۔ مگر آپ کا تابناک کردار تا اَبد زندہ رہے گا، اور آنے والی نسلوں کو رہنمائی دیتا رہے گا۔ آپ محض لفظوں کے نہیں بلکہ عمل کے آدمی تھے۔ پوری زندگی علم وعمل اور عزم وعزیمت کے ساتھ گذاری۔ دین پر تصلب، سنت پر مداومت، تمسک بالحدیث، اہل حق کی اتباع، اور اکابر وقت کی صحبتوں نے آپ کو درِ مکنون بنا دیا تھا۔ دورِ حاضر کے اکثر بڑے علماء، شیوخ حدیث اور مشائخ وقت آپ کے براہ راست یا بالوسطہ شاگرد تھے۔ اللہ پاک نے آپ کی ذات کو مرجعیت کا مرکز بنا دیا تھا۔ آپ حق گو تھے اور بلاخوف لومۃ لائم کلمۂ حق ادا فرماتے۔ آپ کی حق گوئی محض اَغیار کے لیے نہ تھی بلکہ اگر اپنوں میں کوئی قابل اصلاح بات دیکھتے، کہیں کسی ہم مسلک فرد کو اکابر کی راہ سے برگشتہ پاتے تو نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے۔ اخیر عمر میں امت کے حوالے سے آپ کی فکرمندی بہت بڑھ گئی تھی۔ اَفراد واشخاص اور جماعتوں کو خطوط، زبانی پیغام یا فون کے ذریعے ضرور متوجہ فرماتے۔ آپ کی اہل حق کے مختلف طبقات پر گہری نگاہ تھی، ان میں درآنے والی کمزوریوں اور خامیوں کا بھی ادراک رکھتے تھے۔ آپ کا خیال تھا کہ حضرات مشائخ کرام کے تتبع میں عمومی خطوط کے ذریعے ایک تسلسل کے ساتھ بعض اہم دینی امور کی طرف متوجہ کیا جائے۔ زیرنظر خط اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ آپ اس کے مندرجات کو ملاحظہ فرمائیے، اب یہ محض ایک دلِ دردمند کی آواز نہیں بلکہ اہل حق سے وابستہ ہر فرد کے لیے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت بھی ہے اور آئندہ کا لائحہ عمل بھی۔ قارئین کرام سے درخواست ہے اسے صرف حضرت والا کی ایک تحریر سمجھ کر نہ پڑھیں بلکہ توشہ خاص خیال فرمائیں، اور اس پیغام کی اصل روح کو اپنے رگ وپے میں جذب کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تبارک وتعالیٰ: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ﴾.

و قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ﴾.

گرامی قدر............

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔

ایک عرصے سے دل میں خیال پختہ ہو رہا تھا کہ آں جناب کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کیا جائے، اس

عریضے کے ذریعے آپ کی خدمت میں اپنے دلی جذبات کا اور عمومی طور پر ہمارے دینی احوال پر اپنی فکرمندی کا اظہار کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو علوم نبوت کا وارث وامین بنایا ہے اور منبر ومحراب کے ذریعے دین حق کے بیان اور تبلیغ واشاعت کے لیے منتخب فرمایا ہے، یہ ایک بہت بڑا اعزاز بھی ہے اور ذمے داری بھی، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے پاس منبر ومحراب اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے لیے طاقت ور ذریعہ ہے اور اس ذریعے سے امت مسلمہ کے لیے دینی خدمات کا فریضہ کافی حد تک انجام دیا جارہا ہے......لیکن اگر معاشرے میں پھیلے فساد و بگاڑ کے ساتھ اپنی سعی وکاوش کا موازنہ کیا جائے تو غالباً ہمیں خود پر شرمندگی ہوگی۔

آج کے دور میں معاشرتی بگاڑ جس قدر بڑھ گیا ہے، اس کا احاطہ کرنا شاید ممکن نہ ہو، پہلے یہ بگاڑ اپنے اثرات کے اعتبار سے محدود ہوتا تھا، بعض مخصوص اذہان وافراد یا مخصوص طبقات ہی اس کا شکار ہوتے تھے، مگر اب ایسا نہیں ہے، اس بگاڑ نے ہمارے ان طبقوں کو، افراد واشخاص کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے جو امت کے مقتدا اور پیشوا ہیں۔ اخلاقیات کے باب میں وہ تمام برائیاں جن کا تصور کیا جاسکتا ہے ہمارے معاشرے میں پائی جارہی ہیں۔ منکرات ومحرمات کا شیوع بڑھ گیا ہے۔ مسلمانوں کو بے دینی، اخلاقی بے راہ روی اور بدعقیدگی میں مبتلا کرنے کے لیے باطل ہر رنگ وروپ میں اپنی تمام سائنسی ایجادات اور آلات ووسائل کے ساتھ مصروف ہے۔ باطل کے پاس ٹیکنالوجی بھی ہے اور حکومت وقانون کی لاٹھی بھی۔ وہ اپنے نصاب تعلیم وتربیت اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے دماغوں کو بدل رہا ہے، اور ہمارے معاشرتی نظام میں پوری قوت کے ساتھ شگاف ڈال رہا ہے۔ اگر آپ اس سلسلے میں کچھ جاننا چاہیں تو تو صرف ایک دن کے اخبارات اٹھا کر دیکھ لیجیے، آپ کو اپنی قوم کے اخلاقی دیوالیہ پن اور باطل کی کامیاب محنتوں کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔ ماہ نامہ ''وفاق المدارس'' ربیع الاول ۱۴۳۸ھ کے شمارے میں ہم نے متحدہ امریکا کے کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی کے تعاون سے شائع ہونے والی رپورٹ ''پاکستان میں عدم برداشت کی تدریس'' کا جائزہ پیش کیا تھا۔ یہ رپورٹ ہم سب کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے۔ باطل نے نہایت مسرت کے ساتھ بتایا ہے کہ اس کا پیغام پورے اثرات کے ساتھ ہر ہر جگہ پہنچ رہا ہے۔ باطل اپنی محنت سے اس قدر پر امید ہے کہ اب وہ دیدہ دلیری اور دریدہ دہنی کے ساتھ ہمیں کہہ رہا ہے کہ خاکم بدہن، العیاذ باللہ ہم اسلام کو سچا دین سمجھنا چھوڑ دیں۔

اس کے بعد ذرا ہم اپنی ذمے داریوں اور اپنی مساعی کا جائزہ لیں تو معاف فرمایئے گا بہت حوصلہ شکن صورت حال سامنے آئے گی۔ مجھے کہنے دیجیے کہ ہم میں سے اکثریت، جس کا علوم نبوت پر دسترس کا دعویٰ ہے وہ محض جمعہ کے بے روح بیان پر قانع ہیں یا پانچ وقت کی نماز پڑھا کر خود کو اپنے فرائض سے سبکدوش خیال فرماتے ہیں، حالانکہ وارث علم نبوت ہونے کے ناطے علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ امت میں خیر وبھلائی کا حکم کریں اور منکرات کی نکیر کریں۔ دیکھیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس جزم کے ساتھ اور کس وعید کے ساتھ خیر وبھلائی کا حکم ارشاد فرما رہے ہیں:

والذی نفس محمدبیدہ لتامرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر ولتأخذن علیٰ ید السفیہ ولتاطرن علی الحق اطراً ،اولیضربن اللّٰہ قلوب بعضکم علیٰ بعض ،ثم یلعنکم کما لعنھم (رواہ ابوداوود، کتاب الملاحم)

ایک دوسری حدیث شریف میں یوں ارشاد ہے:

عن انس رضی اللّٰہ عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: لاتزال لاالٰہ الااللّٰہ تنفع من قالھا وترد عنھم العذاب والنقمۃ مالم یستخفوا بحقھا،قالوایارسول اللّٰہ !وماالاستخفاف بحقھا؟قال :یظھر العمل بمعاصی اللّٰہ ،فلا یُنکر ولا یغیر (الترغیب للمنذری)

موجودہ دور میں پھیلے بے پناہ شر وفساد اور بگاڑ کے سیلاب کے سامنے بند باندھنے کے لیے کسی اور کو نہیں آپ علماء کو ہی آگے بڑھنا ہے، مگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس کے لیے جس تڑپ، دل سوزی، لگن اور محنت کی ضرورت ہے، وہ مفقود ہے۔ آج کا ماحول ہر ہر عالم سے حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی، حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہم اللہ جیسے کردار کا تقاضا کرتا ہے۔

آپ ماشاء اللہ عالم دین ہیں، آٹھ دس سال لگا کر آپ نے جس مدرسہ یا دارالعلوم میں دینی تعلیم کی تکمیل کی، اس کے بعد تو آپ پر خود بخود بلغوا عنی ولو آیۃ کے مصداق معاشرے کی صلاح واصلاح کی ذمے داری عائد ہو جاتی ہے۔ آپ پر لازم ہو جاتا ہے کہ جس دین کو آپ نے آٹھ دس سال لگا کر پڑھا اور سیکھا وہ نہ صرف آپ کے کردار وعمل اور افکار وخیالات سے جھلکے بلکہ اہلیت واستعداد کے مطابق اپنے گھر، محلے اور مسجد ومدرسہ کے ماحول میں اس کے بیان وتبیان کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ پر بہت بڑا فضل فرمایا ہے۔ آپ مدرسہ کے مہتمم ہیں یا استاد! آپ کسی مسجد کے اِمام ہیں یا خطیب!...... آپ پر لازم ہے کہ تواصی بالحق کا فریضہ بہر صورت انجام دیتے رہیں، منبر ومحراب آپ کے پاس بہت طاقت ور ذریعہ ہے۔ الحمدللہ ہم دین کی تعلیم وتبلیغ اور نشر واشاعت کے لیے سائنسی آلات یا ٹیکنالوجی کے محتاج نہیں۔ دینی تعلیمات میں معمولی غور وفکر سے بھی یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ جس طرح اسلام کا مقصد معلوم ومتعین ہے اسی طرح حصولِ مقصد کے لیے وسائل واسباب بھی معلوم ومتعین ہیں۔ اسلام ٹیکنالوجی کے سہاروں کی بجائے براہ راست مخاطب کی باطنی وقلبی اور اخلاقی وروحانی تبدیلیوں کا داعی ہے۔ یوں بھی بسا اوقات ٹیکنالوجی کے ذریعے دین کی تبلیغ واشاعت کے اثرات نہ صرف محدود ہوتے ہیں بلکہ منفی نتائج بھی دیتے ہیں۔

ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ حسنہ اور دعوت کے باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک

طریقے متوارث چلے آرہے ہیں، یقین فرمایئے ان طریقوں کوان کی روح کے مطابق عمل میں لایا جائے تو دیرپا اثرات کے حامل نظر آئیں گے......اور وہ حسب ذیل ہیں:

☆......منبر ومحراب کے ذریعے خطبہ وخطابات۔

☆......انفرادی اور شخصی ملاقاتوں کے ذریعے دینی دعوت، دینی تعلیم اور تزکیہ نفس کی کوششیں۔

☆......مکاتیب (خطوط) کے ذریعے تبلیغ دین کا اہتمام۔

☆......صُفّہ (یعنی مدرسہ) کے ذریعے اجتماعی تعلیم دین۔

الحمدللہ یہ تمام مسنون طریقے ہماری دسترس میں ہیں، مگر فرق یہ پڑ گیا ہے کہ بوجوہ ہم ان طریقوں کو اپنانے سے گریزاں ہیں۔ ہاں! ان طریقوں کو اپنانے کے لیے ﴿لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فی الارض﴾ پر یقین واعتماد لازم ہے۔

ہماری آپ سے درخواست ہے کہ موجودہ معاشرتی بگاڑ کو ہلکا خیال نہ فرمائیں، چاروں جانب باطل نے اپنے فتنہ وفساد کی آگ دہکا رکھی ہے۔ اس آگ کو فرو کرنے میں آپ سے جو بن پڑتا ہے کر گذریں، یہ موجودہ وآئندہ نسلوں پر آپ کا احسان ہوگا۔ آپ مسجد کے امام ہیں یا خطیب، تو خود کو صرف نماز پڑھانے اور جمعہ کا بیان کرنے تک محدود نہ رکھیں، ممکن ہو سکے تو مندرجہ ذیل امور کا اہتمام کرنے کی سعی فرمائیں:

درس قرآن مجید:

☆......روزانہ، ورنہ ہفتے میں ایک دن ضرور مقرر کر کے اہل محلّہ کے لیے عمومی درس قرآن مجید کا اہتمام فرمائیں، اس سلسلے میں خاص طور پر تیاری بھی کریں۔ کتب تفسیر وحدیث سے رجوع کریں۔ البتہ ایک بات کا خیال رکھیں کہ عمومی درس قرآن میں صرفی نحوی ترکیبوں اور خالص علمی اسلوب اختیار نہ کریں بلکہ علیٰ قدر عقولہم پیرایہ گفتگو اختیار کریں۔ رات کے اخیر پہر رب کریم سے اپنی اور اہل محلّہ کی ہدایت کی مخلصانہ دُعائیں آپ کی محنت کو ثمر آور کر دیں گی۔

درس حدیث:

☆...... پانچ وقت نمازوں میں سے کسی ایک نماز کے بعد کم از کم پانچ منٹ کا درس حدیث ضرور دیں۔ اس سلسلے میں کتاب الاخلاق، کتاب البر والصلہ ، کتاب الرقاق، کتاب المعاشرۃ والمعاملات، کتاب اشراط الساعۃ کو خاص طور پر مدنظر رکھیں، حضرۃ مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''معارف الحدیث'' آپ کی بہترین رفیق ہو سکتی ہے۔

فقہی مسائل کا بیان:

☆......کسی ایک نماز کے بعد دعا سے قبل نمازیوں کو روزانہ صرف ایک مسئلہ بتانے کا اہتمام فرمائیں، ایسے روزمرہ پیش آمدہ مسائل جن میں عوام مبتلا ہوتے ہیں مختصر اور عمومی انداز میں شرعی راہ نمائی کا فریضہ انجام دیں، ''بشروا ولاتنفروا'' کی ہدایت کے ساتھ حکمت ودانائی کو پیش نظر رکھتے ہوئے الفاظ اور جملوں کے انتخاب میں احتیاط برتی جائے۔ فرقوں یا افراد کے ناموں کے ساتھ تنقید کی بجائے صحیح مسائل کو سامنے رکھا جائے۔

اس بات کا ضرور خیال رکھیے کہ آپ کی مسجد میں پہلے سے جو تعلیمی، تبلیغی اور خانقاہی سلسلے جاری ہیں وہ بالکل متاثر نہ ہوں، دیگر دینی کاموں میں رفیق وحلیف تو بنیں فریق ہرگز نہ بنیں۔ اگر کوئی شخص یا جماعت آپ کے کام میں مزاحم ہوتو دل گرفتہ نہ ہوں، محبت اور شفقت سے سمجھائیں۔ دعوت دین کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ آپ کے پیش نظر رہے گا؛ ہمدردی، دل سوزی، دینِ حق کے بیان کا جذبہ کارفرما رہے گا تو ان شاءاللہ کامیابی ملے گی۔

جمعہ کا بیان:

☆...... جمعہ کا بیان بھی نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ آپ اس حقیقت سے بخوبی واقف ہوں گے کہ جمعہ کے دن ہمارے ہاں لوگ عموماً بیان کے آخر میں مسجد پہنچتے ہیں؛ لیکن جہاں کہیں کوئی خطیب بھرپور تیاری کے ساتھ جمعہ کا بیان کرتا ہے وہاں لوگ ذوق وشوق ے ساتھ آغاز خطاب میں پہنچنا شروع ہوجاتے ہیں۔ یہ رویہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ لوگ بھلائی کی بات سننا چاہتے ہیں، فرق صرف انداز بیان کا ہے۔ جتنا جاندار اسلوبِ بیان ہوگا، از دل خیزد بر دل ریزد کی کیفیت ہوگی اسی قدر لوگوں کی حاضری زیادہ ہوگی۔ جمعہ کے دن لوگوں کی حاضری کو اللہ پاک کی عنایت سمجھیے۔ اس موقع کو سرسری بیان میں ضائع مت کیجیے۔ جمعہ کے بیان کے لیے کوئی موضوع سوچ کر ہفتہ بھر اس کے لیے محنت کیجیے۔ محض فضائل کے بیان پر اکتفا نہ کیجیے بلکہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حق ادا کیجیے۔ اسلامی اعتقادات، اسوہ رسول، اسلامی اخلاق ومعاشرت، صحابہ کرام کے مقام ومرتبہ، صحابہ کے طرز معاشرت کا بیان، عصر حاضر میں پھیلے گمراہ کن جدید فتنوں سے آگاہی، خصوصاً جدیدیت کے طوفان سے امت کو بچانے کی فکر کریں۔ بدعات ورسوم کی بیخ کنی کے لیے بھی لسانی جدجہد کریں۔ افسوس کی بات ہے کہ آج کئی دیندار اور اکابر کے نام لیوا بھی بدعات کا ارتکاب کرتے نظر آتے ہیں۔ اس سلسلے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پروانہ کریں۔ احقاق حق کا فریضہ ادا کرتے رہیں۔

ہماری یہ درخواست اپنے تمام محبین کے لیے ہے، البتہ خصوصیت کے ساتھ ہمیں اپنے تلامذہ سے قوی امید ہے کہ وہ اپنے کہنہ سال اُستاذ کی عرض کی گئی باتوں کو ضرور قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

آخری بات یہ کہ آپ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے توفیق بھی چاہیں کہ وہ پروردگار آپ کو اس مبارک عمل کے لیے منتخب فرمالیں، تضرّع، زاری، تبتّل اور دُعا اس راہ کا بہترین توشہ ہے...... اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو اور اپنی رضا کے مطابق کام لے لیں۔

احادیثِ نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام

اورمنکرین حدیث کے اعتراضات کا علمی جائزہ (قسط:۱۰)

حافظ عبید اللہ

تمنائی تحقیق کی حقیقت

قارئین محترم! یہ تھے تمنا عمادی صاحب کے وہ مفروضے جن کی بنیاد پر انہوں نے بزعم خود صحیح بخاری کی اس روایت کو ''جھوٹی اور موضوع'' ثابت کیا ہے، آیئے اس تمنائی تحقیق کا جائزہ لیتے ہیں۔

جہاں تک منکرینِ حدیث کے اِن ''محدث العصر'' کا یہ کہنا ہے کہ صحیح بخاری میں ''باب نزول عیسیٰ بن مریم '' کا ''کتاب بدء الخلق ''میں ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ باب بعد میں کسی نے صحیح بخاری میں ''ٹھونس'' دیا ہے، تو عرض ہے کہ اُس صحیح بخاری میں جو امام محمد بن اسماعیل البخاریؒ کی تصنیف ہے اور جو امام بخاری سے نسل در نسل منتقل ہوتی آ رہی ہے یہ باب ''کتاب بدء الخلق ''میں ہرگز نہیں، بلکہ ''کتاب أحادیث الأنبیاء ''میں ہے، لہٰذا اور کسی نے نہیں بلکہ خود تمنا عمادی صاحب نے شوقِ انکارِ حدیث میں اسے ''کتاب بدء الخلق ''میں ٹھونس دیا ہے، صحیح بخاری کوئی نایاب کتاب نہیں عام دستیاب ہے قارئین خود دیکھ لیں، سچ ہے:

میں الزام اُن کو دیتا تھا، قصور اپنا نکل آیا

عمادی صاحب نے دوسرا اعتراض یہ کیا ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنے جس استاد سے یہ حدیث روایت کی ہے اُن کا نام صرف ''اسحاق'' ذکر کیا ہے، لہٰذا یہ معلوم نہیں کہ یہ کون سے اسحاق ہیں؟ کیونکہ امام بخاری تو پندرہ اسحاق سے روایت کرتے ہیں۔ پھر یہ مفروضہ قائم کیا ہے کہ چونکہ یہ اسحاق مجروح ہوں گے اس لئے امام بخاریؒ نے یہاں یہ وضاحت نہیں کی کہ اس اسحاق سے کون مراد ہیں تاکہ روایت ناقابل اعتبار نہ ہو جائے، اور اگر جان بوجھ کر کسی قابل اعتماد ''اسحاق'' کی شخصیت متعین کر دیتے تو یہ جھوٹ ہو جاتا، یہ خیال کر کے امام بخاری نے نہیں بلکہ ان کی کتاب میں ایسی حدیثوں کے داخل کر دینے والوں نے صرف اسحاق لکھ کر راوی کی شخصیت کو مبہم چھوڑ دیا تاکہ بعد والے حسن ظن سے کام لے کر ثقہ اسحاق کو ہی خود متعین کر لیں۔

تو عرض ہے کہ پہلی بات یہ کہ خود عمادی صاحب اندھیرے میں تیر چلا رہے ہیں، کبھی امام بخاریؒ پر اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے جان بوجھ کر ''اسحاق'' مبہم چھوڑ دیا، پھر ایک دم قلابازی کھا کر کہتے ہیں کہ امام بخاری نے نہیں

بلکہ اُن لوگوں نے مبہم چھوڑ دیا جنہوں نے یہ حدیث بعد میں صحیح بخاری میں داخل کی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر یہ کام جھوٹی حدیث گھڑنے والوں نے ہی کیا ہے تو اُنہیں کس بات کا خوف تھا کہ وہ یہاں کسی ثقہ اور قابل اعتماد ''اسحاق'' کی وضاحت کر دیتے؟۔ جو لوگ (تمنائی تحقیق کے مطابق) ایک جھوٹی حدیث بنا کر نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کر سکتے ہیں انہوں نے ''اسحاق'' مبہم کیوں رہنے دیا؟۔

عمادی صاحب نے یہ لکھ کر کہ ''امام بخاری تو پندرہ اسحاق نامی لوگوں سے روایت کرتے ہیں'' یہ تأثر دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ پندرہ وہ ہیں جن سے امام بخاری بلاواسطہ روایت کرتے ہیں جیسے ہماری زیرِ بحث روایت میں ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ علماء رجال نے صحیح بخاری کی احادیث کی سندوں میں آنے والے تمام ''اسحاق'' نامی راویوں کی تعداد جو بتائی ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ امام بخاری ان سب سے بلاواسطہ روایت کرتے ہیں، ابونصر احمد بن محمد الکلاباذیؒ (متوفی 398ھ) نے صحیح بخاری کی سندوں میں کہیں بھی آنے والے ''اسحاق'' نامی راویوں کی تعداد سترہ گنوائی ہے جن میں سے صرف پانچ اسحاق بن ابراہیم ہیں (الهداية والارشاد في معرفة أهل الثقة والسداد. المعروف بہ رجال صحیح البخاری، ج1 ص71 تا 80، دارالمعرفۃ بیروت)

بہرحال یہ تو تھی ان کی تحقیق جنہیں یہ بھی علم نہیں کہ ''باب نزول عیسیٰ ابن مریم'' صحیح بخاری کی کس کتاب میں ہے، اب آیئے اُن ائمہ حدیث کی تحقیق دیکھتے ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں علم حدیث کی خدمت میں گزار دیں، شارح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (متوفی 852ھ) اسی حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''**قوله حدّثنا اِسحاق هُو بن ابراهيم المعروف بِابن رَاهويه واِنما جزمتُ بذلك مع تجويز أبي علي الجيّاني أن يكون هو أو اِسحاق بن منصور لتعبيره بقوله أخبرنا يعقوب بن ابراهيم لأن هذه العبارة يعتمدها اِسحاق بن راهويه كما عُرف بالاستقراء من عادته أنه لا يقول الّا أخبرنا ولا يقول حدّثنا وقد أخرج أبو نُعيم في المُستخرج هذا الحديث من مُسند اسحاق بن راهويه وقال أخرجه البخاري عن اسحاق**'' امام بخاری نے جو ''حدّثنا اسحاق'' کہا ہے اس سے مراد اسحاق بن ابراہیم ہیں جو ابن راہویہ کے ساتھ مشہور ہیں، اگرچہ ابوعلی جیّانی کا کہنا ہے کہ اس سے مراد اسحاق بن راہویہ بھی ہو سکتے ہیں اور اسحاق بن منصور بھی، لیکن میں (یعنی حافظ ابن حجر) اس سے مراد اسحاق بن راہویہ اس لئے لے رہا ہوں کہ یہاں اسحاق لفظ ''**أخبرنا يعقوب بن ابراهيم**'' کے ساتھ روایت کر رہے ہیں، اور لفظ ''أخبرنا'' کے ساتھ روایت کرنا اسحاق بن راہویہ کی عادت ہے، ان کی عادت ہے کہ وہ ''حدّثنا'' نہیں کہتے بلکہ ''أخبرنا'' کہتے ہیں، نیز محدث ابوعوانہ نے بھی اپنی مستخرج میں اس حدیث کی مُسند اسحاق بن راہویہ سے تخریج کی ہے اور کہا ہے کہ بخاری نے بھی اسحاق سے یہ روایت ذکر کی ہے۔ (فتح الباری لابن حجر العسقلاني، ج6 ص491۔ المكتبة السلفية)

صحیح بخاری کے ایک دوسرے شارح علامہ احمد بن محمد القسطلانیؒ (متوفی 923ھ) اسی حدیث کے راویوں کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

''(حدّثنا اسحاق) بن راهويه قال: (أخبرنا يعقوب بن ابراهيم) الزهري قال: (حدّثنا أبي) ابراهيم بن عبدالرحمن بن عوف(عن صالح) هو ابن كيسان ''یعنی اس روایت میں اسحاق سے مراد ابن راہویہ ہیں، یعقوب بن ابراہیم کے والد سے مراد ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف ہیں، اور صالح سے مراد ابن کیسان ہیں۔

(ارشاد الساري، ج5ص418۔ المطبعة الكبرى الأميرية مصر)

قارئین محترم! صحیح بخاری میں 50 کے قریب ایسی احادیث میں جن میں امام بخاری اپنے استاد کا نام صرف ''اسحاق'' ذکر کرتے ہیں اور اسحاق اپنے استاد سے لفظ ''أخبرنا'' کے ساتھ روایت کرتے ہیں، ان میں سے ہماری زیر بحث روایت کے علاوہ 6 کے قریب ایسی روایات ہیں جن میں اسحاق لفظ ''اخبرنا'' کے ساتھ ''یعقوب بن ابراہیم'' سے روایت کرتے ہیں، 5 کے قریب احادیث ایسی ہیں جہاں امام بخاری اپنے استاد کا نام صرف ''اسحاق'' ذکر کرتے ہیں اور اسحاق لفظ ''حدّثنا'' کے ساتھ ''یعقوب بن ابراہیم'' سے روایت کرتے ہیں، ایک حدیث ایسی بھی ہے جس میں امام بخاری نے اپنے استاد کا نام ''اسحاق بن ابراہیم'' ذکر کیا ہے اور وہ ''اخبرنا'' کے لفظ کے ساتھ ''یعقوب بن ابراہیم'' سے روایت کررہے ہیں، اور ایک حدیث میں امام بخاری اپنے استاد کا نام ''ابراہیم بن منصور'' ذکر کرتے ہیں جو لفظ ''اخبرنا'' کے ساتھ ''یعقوب بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ یہ کہتے ہیں کہ ابوعلی الجیانی نے یہاں اسحاق بن راہویہ اور اسحاق بن منصور دونوں میں سے کسی ایک کے ہونے کا احتمال ظاہر کیا ہے لیکن میرے خیال میں یہاں ''اسحاق'' سے مراد اسحاق بن راہویہ ہیں کیونکہ اسحاق بن راہویہ کی عادت ہے کہ وہ ''حدثنا'' نہیں کہتے بلکہ ''أخبرنا'' کہتے ہیں۔

لیکن تمنا عمادی صاحب کا کہنا ہے کہ حافظ ابن حجر کا یہ استقراء غلط ہے، اور پھر انہوں نے ایک مثال یہ دی ہے کہ اسحاق بن راہویہ عام محدثین کی طرح ''عن'' کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں، اس کے بعد انہوں نے ایک مثال یہ پیش کی ہے کہ اسحاق ''أخبرنا'' کے ساتھ روایت کررہے ہیں لیکن شارحین نے لکھا ہے کہ اس سے مراد ''اسحاق بن منصور'' ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ نے یہ کہاں فرمایا ہے کہ اسحاق بن راہویہ ''عن'' کے ساتھ کبھی بھی روایت نہیں کرتے؟ بلکہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ وہ ''حدثنا'' کے بجائے ''أخبرنا'' کہتے ہیں، نیز اگر کہیں اسحاق لفظ ''أخبرنا'' کے ساتھ روایت کررہے ہوں اور کسی خارجی قرینہ سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ یہاں ''اسحاق بن راہویہ'' مراد نہیں بلکہ کوئی اور اسحاق مراد ہیں تو حافظ ابن حجر نے یہ نہیں لکھا کہ وہاں بھی ضرور اسحاق بن راہویہ ہی مراد لیے جائیں گے۔

پھر عمادی صاحب نے آگے ایک اور مثال پیش کی ہے کہ ''باب ما یُستر من العورة'' (حدیث نمبر 369) میں امام بخاری نے صرف ''اسحاق'' سے روایت کی ہے جو لفظ ''حدّثنا'' کے ساتھ یعقوب بن ابراہیم سے روایت کررہے ہیں لیکن حافظ ابن حجر نے وہاں ابن راہویہ ہونے کا بھی امکان ظاہر کیا ہے (جبکہ ان کا استقراء کہتا ہے کہ اسحاق بن راہویہ لفظ حدثنا نہیں استعمال کرتے)۔ تو عرض ہے کہ حافظ ابن حجر نے اس حدیث کے ذیل میں جو لکھا ہے وہ یہ ہے:

''**قوله : حدّثنا اسحاق كذا للأكثر غير منسوب، ورَدّدَه الحفاظ بين ابن منصور وبين ابن راهويه، ووقع في نسختي من طريق ابي ذر اسحاق بن ابراهيم فتعيّن أنه ابن راهويه** '' (صحیح بخاری کے) اکثر نسخوں میں یہاں صرف ''اسحاق'' بغیر کسی نسبت کے ہے اس لئے حفاظ حدیث نے ابن منصور اور ابن راہویہ دونوں میں سے کسی ایک کے ہونے کا احتمال ظاہر کیا ہے، لیکن میرے پاس جو ابوذر کے طریق سے نسخہ ہے اس میں ''اسحاق بن ابراہیم'' ہے لہٰذا یہ بات متعین ہوگئی کہ یہاں بھی مراد ابن راہویہ ہی ہیں۔

(فتح الباری، ج1 ص478)

لیجیے! حافظ ابن حجرؒ تو متعین کررہے ہیں کہ یہاں مراد ابن راہویہ ہی ہیں۔ یاد رہے کہ کسی راوی کی تعیین ائمہ حدیث صرف اٹکل پچو سے نہیں کرتے جیسا کہ عمادی صاحب کا خیال ہے بلکہ قرائن وشواہد کی بنیاد پر کرتے ہیں، حافظ ابن حجر کا استقراء اپنی جگہ بالکل درست ہے، اور یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ ہماری زیر بحث حدیث میں اسحاق بن راہویہ ہوں یا اسحاق بن منصور کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ دونوں ثقہ اور حجت ہیں، چنانچہ امام ذہبیؒ اسحاق بن منصور کے تعارف میں لکھتے ہیں کہ:

''**قُلتُ: قد يُروِي عنه البخاريُّ، فيقول: حَدّثنا اِسحاقُ ، لم يُنسبه ، فَيشتبِه بابِن راهويه، فَلَنا قرائن تُرَجِّح أحدهما، وبِكُلٍّ تقديرٍ ، فَلا يُضُرُّ ذلک ، فَكُلٌّ منهما حُجَّة**'' میں (ذہبی) کہتا ہوں کہ ان (اسحاق بن منصور) سے امام بخاری صرف حدّثنا اسحاق کے الفاظ کے ساتھ روایت کرتے ہیں، تو شبہ ہوتا ہے کہ یہاں اسحاق بن منصور مراد ہیں یا اسحاق بن راہویہ، پس ہم قرائن کے ساتھ ترجیح دیتے ہیں کہ ان دونوں میں سے کہاں کون مراد ہے، لیکن یہ چیز کسی طرح بھی نقصان دہ نہیں کیونکہ یہ دونوں حجت ہیں۔

(سیر اعلام النبلاء، ج12 ص260، مؤسسۃ الرسالۃ۔ بیروت)

تمنا عمادی صاحب اچھی طرح جانتے تھے کہ یہاں اسحاق بن راہویہ مراد لیے جائیں یا اسحاق بن منصور، اُن کا مقصد کسی طرح بھی حاصل نہیں ہوتا اس لئے انہوں نے یہ تمنائی تحقیق پیش کی کہ یہاں نہ اسحاق بن راہویہ مراد ہوسکتے ہیں اور نہ ہی اسحاق بن منصور، وہ اس لئے کہ:

''اسحاق بن راہویہ اور اسحاق بن منصور دونوں خراسان کے ایک قصبے ''مرو'' کے رہنے والے تھے جو کہ نیشا پور کے قریب واقع ہے اور یہ دونوں اواخر عمر میں نیشا پور آکر بس گئے تھے، نیشا پور وضّاعین (جھوٹی حدیثیں گھڑنے والوں) کا بڑا مرکز تھا، اس لئے اکثر محدثین وہاں کھنچے چلے آتے تھے، یہ دونوں بھی وہاں کھنچ گئے اور وہیں رہے، جبکہ ''یعقوب بن ابراہیم'' خالص مدنی'' ہیں، اِن سے حدیثیں لینے کا موقع ان خراسانیوں (یعنی اسحاق بن راہویہ اور اسحاق بن منصور) کو کب اور کہاں ملا؟ یعقوب بن ابراہیم کا مرو یا نیشا پور جانا ثابت نہیں، اور ابن راہویہ یا ابن منصور اگر مدینہ آئے تھے تو کس زمانے میں آئے تھے؟۔ اگر یہ دونوں مدینہ آئے تھے تو صرف یعقوب بن ابراہیم ہی سے حدیثیں کیوں لیتے اس وقت مدینہ میں اور بھی اکابر محدثین موجود تھے، اُن سے احادیث کیوں نہ لیں؟''۔

محترم قارئین! آپ پہلے یعقوب بن ابراہیم کے تعارف میں پڑھ آئے ہیں کہ آپ اگرچہ مدنی ہیں (امام ابن شہاب زہری کی طرح) لیکن آپ بغداد (عراق) آگئے تھے اور آپ کی وفات بھی وہیں ہوئی، اور آگے آپ اسحاق بن راہویہ اور اسحاق بن منصور دونوں کے تعارف میں پڑھیں گے کہ ان کا بغداد آنا کتب رجال میں لکھا ہے، بلکہ اسحاق بن راہویہ کا حجاز، یمن اور شام جانا بھی ثابت ہے، اس لئے نہ ہی ہمیں یہ ثابت کرنے کی ضرورت ہے کہ ابن راہویہ اور ابن منصور مدینہ کب گئے، اور نہ ہی اس بات کا ثبوت پیش کرنا ہم پر لازم ہے کہ یعقوب بن ابراہیم نیشا پور کب گئے کیونکہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں اس شرط کا التزام کیا ہے کہ ان کے نزدیک راوی اور مروی عنہ دونوں کا صرف ہم عصر وہم زمانہ ہونا کافی نہیں بلکہ ان کی ملاقات کا ثابت ہونا بھی ضروری ہے، لہٰذا امام بخاری کے نزدیک ان کی ملاقات ثابت ہے۔ ہاں اگر عمادی صاحب یہ ثابت کر دیتے کہ یعقوب بن ابراہیم پوری زندگی مدینہ سے باہر نہیں نکلے اور ابن راہویہ وابن منصور پوری زندگی مرو اور نیشا پور سے باہر نہیں گئے تو پھر عمادی صاحب کے اس خیالی گھوڑے میں جان پڑ سکتی تھی۔

پھر عمادی صاحب نے اپنی حدیث دشمنی کی عادت سے مجبور ہو کر یہ فقرہ بھی کسا ہے کہ ''یہ دونوں اواخر عمر میں نیشا پور آکر بس گئے تھے، نیشا پور وضّاعین (جھوٹی حدیثیں گھڑنے والوں) کا بڑا مرکز تھا، اس لئے اکثر محدثین وہاں کھنچے چلے آتے تھے'' جس سے وہ یہ تأثر دینا چاہتے ہیں کہ اکثر محدثین جھوٹی حدیثیں جمع کرنے نیشا پور آتے تھے، اس کے جواب میں ہم صرف اتنا ہی کہیں گے کہ:

خِرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خِرد   جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

اس کے بعد تمنا عمادی صاحب نے اپنا ''اٹکل پچو'' لگایا ہے جس کی کوئی دلیل یا بنیاد نہیں اور سوائے ایک مفروضے کے اس کی کچھ حیثیت نہیں، لکھتے ہیں کہ:

''یہ اسحاق جن سے امام بخاری روایت کرتے ہیں، وہ نہ اسحاق بن راہویہ ہیں اور نہ اسحاق بن منصور، بلکہ وہ اسحاق بن محمد بن اسماعیل بن فروہ المدنی الاموی مولی عثمان ہیں، یہ بھی مدنی ہیں اور یعقوب بن ابراہیم بھی مدنی ہیں، اس

لئے یعقوب بن ابراہیم سے روایت کرنے والے یہی اسحاق بن محمد ہو سکتے ہیں، ان سے امام بخاری کی روایت حدیث بہت مشہور ہے، لیکن یہ بہت مجروح ہیں، امام بخاری کے زمانے ہی میں ان سے حدیثیں روایت کرنے پر ان کے شیوخ اور ہم عصروں نے زجر و توبیخ شروع کر دی تھی، اسی لئے امام بخاری نے بعد کو احتیاط شروع کر دی اور جب ان کی کوئی حدیث لکھنے لگے تو صرف ''حدثنا اسحاق'' لکھ کر چھوڑ دیا اور ولدیت وسکونت کی نسبت کا اظہار ہی نہ کیا تا کہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کون سے اسحاق ہیں''۔

قارئین محترم! عمادی صاحب نے اسحاق بن راہویہ اور اسحاق بن منصور کے یعقوب بن ابراہیم مدنی سے روایت پر شک کا اظہار یوں کیا تھا کہ بتایا جائے یہ دونوں مدینہ کب گئے یا یعقوب بن ابراہیم نیشاپور کب آئے؟ ہم وہی سوال عمادی صاحب پر لوٹاتے ہیں کہ بخارٰی کے رہنے والے امام بخاری نے یہ حدیث ''اسحاق بن محمد فروی مدنی'' سے کہاں سنی؟ مدینہ میں یا بخارٰی میں؟ عمادی صاحب کی منطق تو یہاں بھی یہی کہتی ہے کہ امام بخاری کا ایک مدنی سے حدیث سننا مشکوک ہے۔

اب آیئے تحقیقی جواب کی طرف، عمادی صاحب نے جن ''**اسحاق بن محمد بن اسماعیل ابویعقوب الفروی المدنی**'' کا ذکر کیا ہے اُن سے پوری صحیح بخاری میں امام بخاری نے صرف تین روایات لی ہیں اور تینوں جگہ ان کا نام ''اسحاق بن محمد الفروی'' وضاحت کے ساتھ ذکر کیا ہے، حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری میں ان احادیث کی تصریح کی ہے، وہ تین حدیثیں یہ ہیں:

(1)......حدیث نمبر 2693 کتاب الصلح۔

(2)......حدیث نمبر 2925 کتاب الجهاد۔

(3)......حدیث نمبر 3094 کتاب فرض الخمس۔

ان تین میں سے بھی پہلی روایت میں ان کے ساتھ ایک اور راوی ''**عبدالعزیز بن عبداللّٰه الأویسی**'' مقرون ہیں یعنی امام بخاری نے فرمایا ہے کہ مجھ سے **عبدالعزیز الأویسی** اور **اسحاق بن محمد الفروی** دونوں نے بیان کیا، ان دونوں نے کہا کہ ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا...... الخ۔ باقی دونوں روایتوں میں ''اسحاق بن محمد الفروی'' امام مالک سے روایت کر رہے ہیں۔

(دیکھیں: صحیح البخاری اور هدی الساری مقدمة فتح الباری، ج 1 ص 389، المکتبة السلفیة)

اگر عمادی صاحب نے صحیح بخاری کا مطالعہ کیا ہوتا تو وہ یہ بات نہ کرتے کہ:

''چونکہ یہ مجروح راوی ہیں اس لئے امام بخاری جب ان کی کوئی حدیث لکھنے لگے تو صرف ''حدثنا اسحاق'' لکھ کر چھوڑ دیا اور ولدیت وسکونت کی نسبت کا اظہار ہی نہ کیا تا کہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کون سے اسحاق ہیں''۔

افسوس کہ جیسے عمادی صاحب کو یہ معلوم نہ ہوا کہ ''باب نزول عیسیٰ بن مریم'' صحیح بخاری کی کس کتاب میں ہے، اسی طرح انہیں یہ بھی نظر نہ آیا کہ امام بخاری نے جہاں بھی ان اسحاق سے روایت لی ہے وہاں ان کا پورا نام ''اسحاق بن محمد الفروی'' ذکر کیا ہے، صرف ''اسحاق'' نہیں لکھا۔

اب رہی عمادی صاحب کی یہ بات کہ یہ اسحاق بن محمد الفروی ''بہت مجروح'' ہیں تو آیئے اس کا بھی جائزہ لیتے ہیں، امام ذہبیؒ نے ان کا تعارف یوں کرایا ہے:

''**الامام المُحدِّث العالِم، ابویعقوب ، اِسحاق بن مُحمد بن اسماعیل ابن عبداللّٰه بن أبي فَروة الأموی مولاهم الفروي المدني** ''امام، محدث اور عالم ابویعقوب اسحاق بن محمد بن اسماعیل بن عبداللہ بن ابی فروہ اموی، فروی، مدنی۔

ابوحاتم نے کہا ہے کہ: ''**صَدوقٌ ، ولكن ذهب بصَرُه ، فرُبّما لُقِّن، وكُتُبه صحيحة**'' سچے ہیں، لیکن آپ کی بینائی چلی گئی تھی، جس کی وجہ سے ہوسکتا ہے کہ تلقین بھی لیتے ہوں لیکن ان کی کتابیں صحیح ہیں۔ ابن حبان نے انہیں ''ثقہ'' لوگوں میں شمار کیا ہے۔ ابوداود نے انہیں واہی کہا ہے جس کی وجہ ان کی ایک حدیث ہے، اور دار قطنی نے کہا ہے کہ ''وہ ضعیف ہیں، اور دارقطنی نے یہ بھی کہا ہے کہ ''**لایُترک**'' کہ انہیں ترک نہ کیا جائے، امام بخاری نے ان سے روایت لی ہے جس پر امام بخاری کی سرزنش کی گئی ہے۔ امام حاکم سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے کہا: ''اسحاق بن محمد الفروی کی روایت کردہ حدیث ذکر کرنا امام بخاری کے لئے عیب کی بات ہے کیونکہ اس راوی پر انگلی اٹھائی گئی ہے''۔ (امام ذہبی کہتے ہیں کہ) ''میں کہتا ہوں کہ درست بات وہی ہے جو امام ابوحاتم نے کہی ہے (کہ وہ سچے ہیں)۔

(سیر اعلام النبلاء، ج10 ص649 / تہذیب التہذیب، ج1 ص248)

الغرض! اگر امام ابوداود نے ان پر جرح کی ہے تو ابوحاتم اور ابن حبان نے انہیں سچا اور ثقہ بھی کہا ہے، اگر دار قطنی نے انہیں ضعیف کہا ہے تو ایک اور جگہ انہیں ترک نہ کرنے کا قول بھی دار قطنی سے منقول ہے، امام بخاریؒ نے ان کا ذکر تاریخ کبیر میں کیا ہے اور ان پر کوئی جرح نہیں کی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کے نزدیک بھی وہ ابوحاتم اور ابن حبان کی طرح ثقہ اور صدوق ہیں، اور امام بخاری خود مجتہد ہیں اگر ان کے نزدیک اسحاق بن محمد الفروی قابل اعتماد ہیں تو کسی اور کی غیر مفسر جرح کی کوئی اہمیت نہیں، نیز جتنا کوئی شاگرد اپنے استاد کے بارے میں جانتا ہے اتنا کوئی دوسرا نہیں جانتا لہٰذا اسحاق بن محمد الفروی کے بارے میں ان کے شاگرد امام بخاری کی رائے سب پر مقدم ہے، رہی امام حاکم کی بات تو ہم بصد احترام عرض کرتے ہیں کہ اگر امام بخاری کے لئے اسحاق بن محمد الفروی کی حدیث لانا عیب کی بات تھی تو خود امام حاکم نے المستدرک میں تقریباً پندرہ حدیثیں انہی اسحاق بن محمد الفروی کے واسطے سے کیوں ذکر کی ہیں؟ اور پھر ان میں سے بعض کے ساتھ ''صحیح الاسناد'' کا لفظ کیوں لکھا ہے؟۔

ہم نے جملہ معترضہ کے طور پر اسحاق بن محمد الفروی کے بارے میں یہ چند سطور لکھ دی ہیں ورنہ ہماری زیرِ بحث حدیث کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں، عمادی صاحب نے محض اپنے دماغ سے ایک ہوائی مفروضہ پیش کیا ہے جس کی کوئی ٹھوس دلیل ان کے پاس نہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے ایک اور جگہ تصریح بھی کر دی ہے کہ:

''صحیح بخاری میں جہاں بھی یعقوب بن ابراہیم اور دوسرے لوگوں سے روایت کرنے والے کا نام صرف ''اسحاق'' مذکور ہو، وہاں سوائے اسحاق بن راہویہ اور اسحاق بن منصور الکوسج کے اور کوئی اسحاق مراد نہیں ہو سکتا، اور ان دونوں کے درمیان فرق اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ جہاں اسحاق لفظ ''أخبرنا'' کے ساتھ روایت کر رہے ہوں اُن سے مراد عام طور پر اسحاق بن راہویہ ہوتے ہیں''۔

(ملخصاً: تہذیب التھذیب، ج1 ص259، دار المعارف النظامیۃ، انڈیا)

نیز جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا کہ یہی حدیث امام ابوعوانہ اسفرائینیؒ (متوفی 316ھ) نے اپنی مستخرج میں روایت کی ہے لیکن وہاں ''یعقوب بن ابراہیم'' سے روایت کرنے والے ''اسحاق'' نہیں بلکہ ''ابو داود سلیمان بن سیف بن یحییٰ الحرانی'' ہیں جو کہ ثقہ ہیں، اور ان کے شیوخ میں یعقوب بن ابراہیم کا نام بھی صاف لکھا ہے (دیکھیں: تھذیب التھذیب، ج4 ص199)، لہٰذا اس تمنائی تحقیق کو اگر درست بھی فرض کر لیا جائے کہ صحیح بخاری کی روایت کی سند میں کوئی ''مجروح اسحاق'' ہیں تو بھی ابوعوانہ کی سند میں ان کی جگہ ثقہ راوی ابوداود الحرانی ہیں پس تمنا عمادی صاحب کا اس حدیث کے ''موضوع اور جھوٹے'' ہونے کا دعویٰ صرف سینہ زوری ہے اور کچھ نہیں۔

اس کے بعد عمادی صاحب نے اس حدیث کے ایک اور راوی ''صالح'' کے بارے میں اپنی تحقیق یوں پیش کی ہے:

''امام زہری سے یہ حدیث بیان کرنے والے کا نام امام بخاری نے صرف ''صالح'' ذکر کیا ہے، نہیں معلوم یہ کون سے صالح ہیں۔ شارحین بخاری نے جھٹ صالح بن کیسان کا نام لکھ دیا اور غیر معیّن کو معیّن کر دیا، حالانکہ صالح نام کے اور بھی ایسے لوگ ہیں جنہوں نے زہری سے روایت کی ہے، یہاں بھی صالح مبہم چھوڑ دیا گیا تاکہ شخصیت کا تعین نہ ہو سکے اور بعد والے حسن ظن سے کام لے کر کسی ثقہ صالح کا نام چسپاں کر دیں...... (نیز لکھا)......امام بخاری ایسے دس راویوں سے روایت کرتے ہیں جن کا نام صالح تھا جن میں بعض ضعفاء و مجروحین بھی تھے، ان دس میں سے کسی سے بلا واسطہ خود روایت کرتے تھے اور کسی سے بالواسطہ''۔

قارئین محترم! عمادی صاحب کو اس حدیث پر تنقید لکھتے وقت شاید کوئی ایسا ''صالح'' نہیں ملا جو مجروح ہو اس لئے انہوں نے یہاں اپنا ''اٹکل پچو'' نہیں لگایا کہ یہاں ''صالح'' سے مراد فلاں مجروح راوی ہے صرف یہ لکھ دیا کہ زہری سے روایت کرنے والے اور بھی صالح ہیں، ہاں انہوں نے یہ غلط بیانی ضرور کی کہ امام بخاری ''صالح'' نامی دس راویوں

سے روایت کرتے ہیں جن میں بعض ضعیف اور مجروح بھی ہیں۔ کاش عمادی صاحب ان ضعیف اور مجروح ''صالح'' نامی راویوں میں سے کسی ایک کا نام لکھ دیتے جن سے امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے تو ہم اس پر بہتر طریقے سے بات کر سکتے، اس لئے آیئے نظر ڈالتے ہیں اُن ''صالح'' نامی بزرگوں پر جن سے امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت لی ہے۔ امام بخاری اپنی صحیح میں صرف پانچ ''صالح'' نامی بزرگوں سے روایت لائے ہیں جو کہ یہ ہیں:

(1)......صالح بن خوات بن جبیر بن النعمان الانصاری المدنی.

(2)...... صالح بن کیسان الغفاري المدنی .

(3)......صالح بن ابراهیم بن عبدالرحمن بن عوف الزهری المدنی.

(4)......صالح بن صالح بن مسلم بن حیّان (یقال له ایضاً صالح بن حیّ).

(5)......صالح بن ابي مريم ابوالخليل الضبعي البصري.

(ملاحظہ ہو: الهداية و الارشاد (رجال البخاري) للكلاباذي، ج1 ص359 تا362)

اور یہ پانچوں ثقہ ہیں، ان میں سے کوئی بھی ضعیف یا مجروح نہیں، تفصیل کے لئے تهـذيب التهذيب '' من اسـمـه صـاعـد و صـالـح '' ج4، ص379 ومابعد کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ چونکہ عمادی صاحب نے صحیح بخاری کے ان پانچوں ''صالح'' نامی بزرگوں میں سے کسی ایک پر بھی کسی قسم کی جرح نقل نہیں کی اس لئے ہم بھی ان پانچوں کا مزید تعارف نہیں کراتے، لیکن غالباً بعد میں عمادی صاحب پر الہام یا وحی کے ذریعے یہ انکشاف ہوا کہ:

''صحیح بخاری کی اس حدیث میں صالح سے مراد صالح بن کیسان نہیں بلکہ صالح بن محمد بن ابی زائدہ المدنی ہیں جو بالاتفاق غیر ثقہ ضعیف الحدیث اور منکر الحدیث تھے'' (انتظارِ مہدی و مسیح، ص193)

ہم نے اسے عمادی صاحب کا ''الہام یا وحی'' اس لئے کہا کہ امام بخاریؒ تو خود ان ''صالح بن محمد بن ابی زائدہ المدنی'' کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''تركه سليمان بن حرب، منكر الحديث ''انہیں سلیمان بن حرب نے ترک کر دیا تھا، یہ منکر الحدیث ہیں۔ (التاريخ الكبير ،ج4 ص291، دارالمعارف العثمانیہ۔انڈیا)، اس لئے امام بخاری کس طرح ان کی روایت اپنی صحیح میں لا سکتے تھے جس کے بارے میں انہوں نے خود فرمایا کہ میں اس میں صرف وہ احادیث لایا ہوں جو صحیح ہیں۔ امام بخاری نے ہرگز اپنی صحیح میں ان ''صالح بن محمد بن ابی زائدہ'' کی کوئی روایت نہیں لی، اگر ایسا ہوتا تو عمادی صاحب کے دنیا میں آنے سے کئی صدیاں پہلے جن بزرگوں نے صحیح بخاری کی کچھ روایات پر تنقید کی تھی ان سے یہ بات مخفی نہ رہتی۔ شارحین صحیح بخاری کے بارے میں یہ کہنے والے نے کہ ''انہوں نے اپنے اٹکل پچو سے راویوں کا تعین کیا ہے'' خود یقیناً الہام و وحی کے ذریعے سے ہی یہاں ''صالح بن محمد بن ابی زائدہ'' کا تعین ہوگا؟۔

(جاری ہے)

نعت

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

مَا ذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدَ
اَلَّا یَشُمَّ مَدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا

جس نے ایک مرتبہ بھی خاک پائے احمد مجتبٰی سونگھ لی
تعجب کیا ہے اگر وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّھَا
صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ عُدْنَ لَیَالِیَا

(حضور کی جدائی میں) وہ مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں
یہ مصیبتیں ”دنوں“ پر ٹوٹتیں تو دن ”راتوں“ میں تبدیل ہوجاتے

اِغْبَرَّا فَاقُ السَّمَآءِ وَکُوِّرَتْ
شَمْسُ النَّھَارِ وَاَظْلَمَ الْاَ زْمَان

آسمان کی پہنائیاں غبار آلود ہوگئیں اور لپیٹ دیا گیا
دن کا سورج اور تاریک ہوگیا سارا زمانہ

وَالْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ النَّبِیِّ کَئِیْبَۃٌ
اَسَفًا عَلَیْہِ کَثِیْرَۃُ الْاَحْزَانِ

اور زمین نبی کریم کے بعد مبتلائے درد ہے
ان کے غم میں ڈوبی ہوئی سَراپا

فَلْیُبْکِہٖ شَرْقُ الْبِلَادِ وَغَرْبُھَا
یَا فَخْرَ مَنْ طَلَعَتْ لَہٗ النِّیْرَان

اب آنسو بہائے مشرق بھی اور مغرب بھی ان کی جدائی پر
فخر تو صرف ان کے لیے ہے جن پر روشنیاں چمکیں

یَا خَاتَم الرُّسُلِ الْمُبَارَکِ صِنْوَۃً
صَلّٰی عَلَیْکَ مُنَزِّلُ الْقُرْاٰنِ

اے آخری رسول ﷺ آپ برکت وسعادت کی جوئے فیض ہیں
آپؐ پر تو قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود وسلام بھیجا ہے

(مطبوعہ: کشف العرفان، حمد ونعت، المولف: ڈاکٹر نور محمد ربانی، ص:۳۷)

not found.

منقبت در مدحِ اصحاب محمد ﷺ

محمد سلمان قریشی

پڑھا جو قرآں ورق ورق تھا نبیؐ کے اصحابؓ کا حوالہ
حدیث میں بھی یہی لکھا تھا کہ بعدِ آقاؐ وہی ہیں بالا

دلوں میں ایمان کو سجا کے فُسوق و عصیان سے بچا کے
خُدا نے اصحابؓ کو عطا کی ہدایتوں کی حسین مالا

نبیء اکرمؐ پہ جاںنثاری کا تھا یہ عالم کہ اپنے تن پر
نہ تیغ دیکھی نہ تیر دیکھا نہ دیکھا خنجر نہ دیکھا بھالا

سہی اذیت سُنی ملامت مگر نہ دامن نبیؐ کا چھوڑا
وفا میں ثابت قدم تھے ایسے کہ ہر صحابیؓ ہی تھا نرالا

خُدا کے دینِ مُبیں کی ترویج کو ہیں پہنچے وہ مُلکوں مُلکوں
اُنہیؓ کے دم سے زمانے بھر میں ہوا ہے ایمان کا اُجالا

اُٹھا کے توحید کے علم کو بڑھے عرب سے ہیں وہ عجم تک
نہ دیکھے صحرا نہ دیکھے دریا نہ کوہ دیکھے بلند و بالا

وجُودِ اسلام کو سنورا بنا کے جسم و لہو کو گارا
اُنہیؓ کی قربانیوں سے دیں کا ہوا ہے عالم میں بول بالا

ملی جو رب سے سندِ رضا کی تو اس پہ ہے کُفر کا یہ عالم
وہ کسمسائیں وہ غیض کھائیں مقام دیکھیں جو اُن کا اعلیٰ

نبیؐ کے اصحابؓ کی عداوت میں اُن کے غیض وغضب کو یارو علیؓ یا مُعاویہؓ ہوں
نہ پہنچے اژدر نہ پہنچے عقرب نہ پہنچے ناگن نہ پہنچے کالا لالہ

رُخِ نبیؐ پر گرے جو آنسو کہ جیسے شبنم گلاب پر ہو
اُنہیؓ کے دم سے ہے آج ہر سُو حقیقتوں کا نیا اجالا

تھی اُن کی ہیبت ہی سب پہ ایسے کہ خوف کھاتے تھے سارے کافر
شکست کھائی ہے دشمنوں نے عمرؓ سے جب جب پڑا ہے پالا

نبیؐ نے دیں بیٹیاں غنیؓ کو خوشی سے کلثومؓ اور رقیہؓ قولِ آقاؐ برا نہ کہنا کبھی بھی سُسرالیوں کو میرے
غنیؓ کو اللہ نے عطا کی ہر ایک عظمت کہ جو تھی اعلیٰ والا

مُعاویہؓ کے عناد میں جو بھی رطب و یابس کہے وہ سُن لے
مُعاویہ کو بنایا آقاؐ نے کاتبِ وحیِ حق تعالیٰ

نبیؐ کے یاروں کے دُشمنوں کو خُدا کے قُرآن ہی سے سمجھو
کہ ان کے بارے میں خُوش گُمانی نہیں ہے اچھی جنابِ والا

جو اُمتی ماؤں کا نہیں ہے وفا کی اُن سے توقع کیسی
ڈسے گا اک دن یہ آپ کو بھی جو آستیں کا ہے سانپ پالا

رسُولِ برحقؐ کے ہر صحابیؓ کی پیروی ہے ہمیشہ لازم
یہی ہے سلمانؔ راہِ جنت کہ راہِ بدعت تو ہے ضلالہ

عشق کے قیدی (قسط:۶)

ظفر جی

دسترخوان

5 فروری..... 1953ء..... موچی گیٹ لاہور...!!!

ہم دربار پیر مراد شاہ کے سامنے کھڑے تھے۔ یہاں اچھی خاصی رونق تھی۔ چکّڑ چھولے... مرغ چھولے... گرم انڈے... گجک... چائے... نئے آنے والے مہاجرین کا سلسلہ عروج پر تھا۔ چاند پوری ایک ایک ٹھیلے کی زیارت کرتے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ وہ کہیں سے مُٹھی بھر چنے اٹھاتے، کہیں سے تھوڑی گجک اور کہیں سے ریوڑی پھانکتے۔ میں مناسب فاصلہ رکھ کر اُن کی تقلید کئے جا رہا تھا۔

"حضور! کہیں جم کے کھانا بھی ہے یا یونہی گائے کی طرح چرنا ہے۔" میں نے آواز لگائی۔ وہ چلتے چلتے رک کر بولے:

"ہائے کیا یاد دلا دیا.... اللہ کا شکر ہے کہ جس نے ہمیں پاکستان دیا.... لُدھیانہ میں ہم گائے ذبح نہیں کر سکتے تھے.... جب کہ سؤر سرِ عام بکتا تھا..... چلو یار آج گائے کے پائے کھاتے ہیں۔ "

ہم ایک طویل چکّر کاٹ کر شاہ عالمی کے قریب "غوثیہ سری پائے والا" کے پاس جا پہنچے۔ بابا غوث کو سلام کر کے ہم ریہڑی کے پاس بچھی میلی کچیلی صف پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئے۔

"صاحب! تھوڑی مدد کر دیں" ایک مفلوک الحال شخص ہمارے سر پر آن کھڑا ہوا۔ اُس کی دائیں کلائی پر بلیڈ، یا اُسترے کا ہلکا سا گھاؤ لگا ہوا تھا۔ جو کسی قدر تازہ دکھائی دیتا تھا۔ میں نے جیب سے ایک پائی نکال کر اُسے دینا چاہی تو وہ ہاتھ میں پکڑا پرچہ بڑھاتے ہوئے بولا:

"خیرات نہیں چاہیے صاحب! اخبار پڑھوانا ہے۔"

" کمال ہے... جب پڑھ نہیں سکتے تو کیوں خریدتے ہو اَخبار؟ "

" ثواب کا کام ہے صاحب! وہ ہمارے لئے ہی لکھتے ہیں۔ ہم ایک پیسے میں خریدتے ہیں اور ایک آنہ پڑھوائی کا دیتے ہیں۔" وہ ایک آنہ میری طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔

"رہنے دیجئے.... بیٹھئے... میں مفت پڑھ دیتا ہوں۔ "

"17 دن باقی ہیں! حکومت کے لئے کڑا امتحان" میں نے ''زمیندار'' کی سرخی پڑھی۔

"افسوس یار!" ڈان "اور" سول" پڑھنے والے حکمران اس آتش فشاں سے بے خبر سو رہے ہیں جو چند ہی روز میں پھٹنے والا

ہے۔" چاند پوری نے کہا۔

اس دوران بابا غوث ڈبل روٹی اور دولبالب پیالے لے آیا جن میں پائے غوطہ زن تھے۔ میں اخبار بچھانے لگا تو وہ بولا:

"بیٹا! کھانا کھانے کے لئے "زمیندار" نہیں بچھاتے... یہ لو انگریجی اخبار!!! "

میری نظر بابا غوث کے بازو پر پڑی۔ جس پر بھی بلیڈ کا تازہ گھاؤ نمایاں تھا۔

"بابا..... بازو پر یہ کٹ کیسا؟ "

"خون دے کر آیا ہوں پُتّر !!! "

" کس کو دے کر آئے ہیں خون؟" میں بڑبڑایا۔

" تحریک کو...." یہ کہہ کر بابا ایک دوسرے گاہک کی طرف متوجہ ہوگیا۔

"میں بتاتا ہوں..... بابا غوث ختم نبوت کا فارم اپنے خون سے بھر کے آیا ہے۔... کیوں بابا؟" چاند پوری نے کہا۔

" کیا کرتا پُتّر ... جس دیس کے لئے گھر بار چھوڑا... دو گبھرو پُتّر ذبح کرائے... اُسے مرزائیوں کے حوالے کر دوں؟؟ کل رب پوچھے گا کہ غوث محمد... کالی کملی والے ﷺ کے تخت پر قبضہ ہو رہا تھا... اور تُو اپنے نان پاؤ بیچتا رہا...!!! "

صرف غوث محمد ہی نہیں ہر مسلمان کا یہی جذبہ تھا۔ کُل جماعتی مجلسِ عمل تحفظ ختم نبوت تحریک کے لئے رضا کار بھرتی کر رہی تھی۔ کیمپوں کے سامنے عوام کے ٹھٹھ لگے ہوئے تھے۔ لوگ کلائیوں پر گھاؤ لگا کر خون سے فارم پُر کر رہے تھے۔ نمازِ عصر کے بعد جلسے کا آغاز ہوا۔ آج بے حساب حاضری تھی۔ موچی گیٹ بھر گیا تو سڑک کے کنارے لوگوں کے سروں کی قطار نظر آنے لگی۔ تاحدِ نگاہ عوام کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ کرسیٔ صدارت پر مولانا ابوالحسنات سیّد احمد قادری تشریف فرما تھے۔ ہم جلسے میں پہنچے تو مجلسِ احرار اسلام پاکستان کے بزرگ رہنما ماسٹر تاج الدین انصاری کا خطاب عروج پر تھا:

"ختمِ نبوت کے پروانو! آج سے ہم ملک بھر میں مرزائیوں کے سوشل بائیکاٹ کا اعلان کرتے ہیں۔! آیئے اور ہمارا ساتھ دیجئے۔ اس بیمار وجود کو جسم سے کاٹ پھینکئے جو اُمت کے لئے سرطان بن چکا ہے۔ مجلس اپنا پروگرام بنا چکی ۔۔ ہم صف آراء ہو چکے۔ اب دنیا کی کوئی طاقت ہمیں بڑھنے سے نہیں روک سکتی اور جو بھی ہمارے راستے میں آئے گا خس و خاشاک کی طرح بہہ جائے گا۔ ہمارا ایمان ہے کہ حق فتح یاب ہوگا اور باطل کو شکست ہوگی۔ ان شاء اللہ۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت ہمارے ساتھ ہے۔ کس کی جرأت ہے کہ ہمارے راستے کی دیوار بنے۔ کون کم بخت ایسا ہے جو اس طوفان کا راستہ روک سکے؟ کون شقی ایسا ہے جو ہماری راہ میں کانٹے بچھائے؟ حکمرانو! ہم عزیمتوں کے خوگر ہیں۔ ہتھکڑیاں پہنے ایک عرصہ گزر چکا، بیڑیوں کو زنگ لگ چُکا۔ ہم احرار پھر اُن کی جھنکار سننا چاہتے ہیں۔ پھر وہی زیور پہننا چاہتے ہیں۔ تم نے کیا سمجھا کہ انگریز چلا گیا تو مجلسِ احرار اسلام کے سُرخ پوش رضا کار بھی خاموش ہو گئے۔ ہم نے ختم نبوت کے تحفظ کے لیے سیاست کو خیر باد کہا ہے، مگر اسلام اور ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر ہم ہمہ وقت مستعد

اور تیار ہیں۔ جس ملک میں مرزائی حاکم ہوں اور مسلمان غلام وہاں احرار خاموش نہیں بیٹھ سکتے۔ تمہارے جیل خانے اور پھانسی گھاٹ ہمارے لیے نئے نہیں ہیں۔ ہمیں قید خانوں میں رہنا منظور ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختمِ نبوت پر کوئی سمجھوتا پہلے کبھی گوارا تھا، نہ اب ہمیں منظور ہے نہیں۔ ہم تاجِ نبوت کی خاطر ہر کڑی سن کڑی آزمائش کے لیے تیار ہیں.... تیار ہیں....تیار ہیں:

تو ذرا چھیڑ تو دے تشنۂ مضراب ہے ساز نغمے بیتاب ہیں تاروں سے نکلنے کے لیے

رات گئے جلسہ ختم ہوا تو بھوک سے انتڑیاں سکڑ رہی تھیں۔ ہم بھوک مٹانے سدا کراں بازار کی طرف چلے گئے۔ یہاں ایک طرف کھلے میدان میں بہت بڑا خیمہ اور قناتیں لگا کر ہوٹل بنایا گیا تھا۔ دُور دُور تک اشتہا انگیز خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔

"یہ ہوٹل شاید نیا کھلا ہے....آؤ ذرا اِس کا ذائقہ بھی چکھتے ہیں۔" چاندپوری نے کہا۔

"خوشبو تو لاجواب ہے... دیکھیں پکوان کیسا ہو "

پنڈال کے اندر بہت سے لوگ کھانا تناول کر رہے تھے۔ ہم بھی ایک دسترخوان پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئے۔ ایک خشخشی داڑھی والا نوجوان ہماری طرف آیا اور بولا:

"جناب آپ اس طرف تشریف لے آئیں...شرفاء کے لئے وہاں کرسیاں لگائی گئی ہیں۔ "

چاندپوری پھڑک کر بولے" کمال کرتے ہو صاحب! ہوٹل میں شرفاء اور غرباء کی تقسیم؟ "

"یہ ہوٹل نہیں جناب! مرزا کلیم بیگ کا احمدی دسترخوان ہے....فی سبیل اللہ۔ "

چاندپوری ایک دم کھڑے ہو گئے اور کہا:

"آپ کو پہلے بتانا چاہیے تھا...اللہ کا شکر ہے ہم نے کچھ کھاپی نہیں لیا.... "

" کیا ہو گیا حضرت! ہم بھی اُسی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں......آپ کی طرح نماز ادا کرتے ہیں......قرآن وحدیث پڑھتے ہیں۔ "

"مسلیمۂ کذاب کی امت بھی یہ سارے افعال انجام دیتی تھی....شکریہ ہم چلتے ہیں... "

" چلیں آپ کی نظر میں ہم کافر ہی سہی....مذہبِ انسانیت کا رشتہ تو ہے....آخر ہندو مشرک کا پکا ہوا حلوہ بھی تو مسلمان کھا لیتے تھے...یہ تو پھر بھی حلال پکوان ہے...غیر احمدی قصاب سے گوشت لاتے ہیں ہم۔ "

"بات حلال حرام کی نہیں مرزا صاحب! اصول کی ہے....قادیانیوں نے اسلام کے مقابلے میں ایک ڈپلی کیٹ مذہب ایجاد کیا ہے....دن دیہاڑے ڈاکہ مار کر ختم نبوت کا تالہ توڑا ہے....اور بجائے اپنے اس فعل پر شرمندہ ہونے کے فخر کرتے ہیں.....گوشت بھلے حلال جانور کا ہو....ذبیحہ بے شک مسلمان کے ہاتھ کا ہو....لیکن جب وہ کسی نبوت کے ڈاکو کے دسترخوان پر سجتا ہے تو از خود حرام ہو جاتا ہے.... "

مرزا کلیم منہ دیکھتے رہ گئے اور ہم پنڈال چھوڑ کر باہر آ گئے۔رات 1 بجے ہم بابا غوث کی ریڑھی پر پہنچے۔

"بابا دو پیالے سری پائے دینا۔" چاند پوری نے آرڈر دیا۔

"پُت! سری پائے تو ختم ہو گئے.... چلکڑ چھولے آ بس۔" بابا نے عاجزی سے کہا۔

"ٹھیک ہے.... وہی لے آؤ۔"

"احمدی دستر خوان کی خوشبو یہاں تک آ رہی ہے۔" میں نے ٹھنڈی ڈبل روٹی توڑتے ہوئے کہا۔

چاند پوری ایک ٹھنڈی سانس لے کر بولے:

"جدید دور کے یہ مسیلمے پہلے دستر خوان پر بٹھاتے ہیں.... پھر شادی نوکری اور اچھے مستقبل کا جھانسہ دیتے ہیں.... پھر مرزا قادیانی کی مسیحیت کا قائل کرتے ہیں.... پھر مہدویت کی دلدل میں اتارتے ہیں.... اور جب بندہ گلے گلے تک دھنس جاتا ہے تو مرزا کی نبوت کا اقرار کرا کے نبی ﷺ کی محبت بھی چھین لیتے ہیں.... جو ایک گنہگار ترین مسلمان کی آخری پونجی ہے۔ اس لئے قسطوں میں ایمان لٹوانے سے بہتر ہے بندہ غوث محمد کے حلال چلکڑ چھولے ہی کھا لے!! "

سیّد کے آنسو

16 فروری۔۔۔۔1953ء۔۔۔۔لاہور

پورے شہر میں ہُو کا عالم تھا۔ایسی ہڑتال کہ ہنستا بستا لاہور شہرِ خموشاں کا منظر پیش کرنے لگا۔دکانیں ، منڈیاں، ریڑھیاں، ٹھیلے سب اُلٹے پڑے تھے۔آج وزیرِ اعظم کی لاہور آمد کا امکان تھا۔صرف ایک رات پہلے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے چند علماء منڈیوں کے ٹھیکیداروں سے ملے اور ایک دن کے لئے کاروبار بند رکھنے کی درخواست کی۔تا کہ تحریکِ ختم نبوت کا پیغام حکومت کے کانوں تک پہنچایا جا سکے۔عصر کے بعد ہم ''زمیندار'' کے ایڈیٹر مولانا اختر علی خان کی گاڑی میں بیٹھ کر شہر کے حالات دیکھنے نکلے۔علامّہ مظفر علی شمسی اور جناب ماسٹر تاج الدین انصاری ہمراہ تھے۔بہار کی آمد آمد تھی۔آسمان پر بسنت کی پتنگوں کا راج تھا اور شہر میں ختمِ نبوت کے پروانوں کا۔

بیرونِ دہلی گیٹ سے ابھرتی ہوئی کسی نعت خوان کی مترنّم آواز ماحول کو مزید پر کیف بنا رہی تھی۔

دُنیا تے آیا کوئی تیری نہ مثال دا میں لبھ کے لے آواں کتھوں سوہنا تیرے نال دا

شہر میں جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے جلوس نظر آئے۔مولانا اختر علی خان گاڑی روکتے اور انہیں جلد سے جلد جلسہ گاہ پہنچنے کی تاکید کرتے۔سِول لائن پہنچے تو ڈی اے وی اسلامیہ کالج کے سامنے کچھ کشیدگی نظر آئی۔مولانا صاحب کار روک کر ہارن بجانے لگے۔ایک پولیس آفیسر بھاگتا ہوا ہماری گاڑی کے قریب آیا۔

"نعیم الدین کیا مسئلہ ہے؟ سڑک کیوں بلاک ہے؟؟" مولانا اختر نے دریافت کیا۔

"حضرت! ڈی اے وی کالج کی چھت سے کچھ لڑکوں نے مظاہرین پر پتھراؤ کیا ہے...ہم صورتحال کو کنٹرول کر رہے ہیں "

"ایک منٹ.... میں سمجھا تا ہوں۔" یہ کہہ کر علاّمہ شمسی گاڑی سے اتر کر مظاہرین کی طرف گئے اور انہیں متوجہ کر کے کہا:

"حضرات !....میری بات سنیں ۔آپ لوگ ختمِ نبوت کے مبارک کام کے لئے آئے ہیں ۔فساد کے لئے نہیں ۔ "

"ہم نے فساد نہیں کیا حضرت !....کالج کی چھت سے ہم پر پتھراؤ ہوا ہے۔"لڑکوں نے کہا۔

"انہیں اپنا کام کرنے دو...اور تم اپنا کام کرو...سب لوگ جلسے میں پہنچو...ابھی فوراً.. " شمسی صاحب ہدایات دے واپس آ گئے۔

" کالج سے کون پتھراؤ کر رہا ہے؟؟"میں نے پوچھا۔

" قادیانی.....ڈی اے وی پنجاب کا سب سے بڑا کالج ہے....اور یہاں مکمل طور پر مرزائی قابض ہیں ۔ "

"تو مسلمانوں کے بچّے کیوں نہیں پڑھتے یہاں؟"میں نے پوچھا۔

"پابندی ہے....صرف مرزائی ہی داخلہ لے سکتا ہے یہاں ۔ "

" کمال ہے....اس ظلم پر تو سر سیّد جیسا روشن خیال بھی چیخ اٹھتا!"

شمسی صاحب واپس پلٹے تو ہم نے شہر کا ایک لمبا چکّر لگایا اور گھوم کر واپس بیرونِ دہلی گیٹ پہنچ گئے ۔یہاں انسانوں کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور امیرِ شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا روح پرور خطاب اپنے جوبن پر تھا :

" مرزا بشیر الدین محمود! 1952 گزر گیا ہے ۔آ دیکھ! بخاری آج بھی تیرے سامنے چٹان کی طرح کھڑا ہے ۔الحمدللہ !!!اُنیس سو باون تیرا تھا۔53 میرا ہے!!! قادیانی تخت اُلٹا جا رہا ہے۔انشاء اللہ یہ تخت اب نہیں رہے گا۔تم کذاب نبی کے بیٹے ہو۔تو میں صادق نبی ﷺ کا نواسہ پردے سے باہر آؤ۔اردو، پنجابی، فارسی ہر زبان میں مجھ سے بحث کرلو۔یہ جھگڑا آج ہی ختم ہو جائے ۔تم موٹر پر بیٹھ کے آؤ۔میں ننگے پاؤں آؤں گا۔تم ریشم وحریر اور پرنیاں پہن کر آؤ۔میں کھدّر پہن کے آؤں گا۔تم مزعفر، کباب، یاقوتی اور پلومر کی ٹانک وائن[شراب] چڑھا کر آؤ۔میں جو کی روٹی کھا کر آؤں گا۔تُم اپنے ابّا کی ’’سُنّت‘‘ پوری کرو۔میں اپنے نانا کی سنّت پوری کروں گا۔ "

نعرۂ تکبیر۔اللہ اکبر!!! تاج وتختِ ختمِ نبوت زندہ باد!!!!!امیرِ شریعت زندہ باد!!!

لاہور کے در ودیوار اِن فلک شگاف نعروں سے گونج رہے تھے ۔اس دوران سٹیج کی داہنی طرف مولانا اختر علی خان ایک ضعیفُ العمر شخص کو سہارا دے کر سٹیج کی طرف آتے دکھائی دیے۔امیرِ شریعتؒ نے تقریر اَدھوری چھوڑی، سٹیج سے اُترے اور اس بزرگ کے استقبال کو دوڑے.....!!!! "

" کون ہیں یہ بزرگ؟؟"میں نے چاند پوری سے دریافت کیا۔

"مولانا ظفر علی خان....’’زمیندار‘‘ اخبار کے مالک اور مدیرِ اعلیٰ......مولانا ظفر علی خان اور امیر شریعت 1920ء میں چلنے والی تحریکِ خلافت سے رفیق تھے ،مولانا مجلس احرار اسلام کے تاسیسی اجلاس (1930) میں بھی شامل رہے ،مگر بعد ازاں سیاسی راستے جُدا ہو گئے تھے۔"

"لیکن ’’زمیندار‘‘ تو تحریک ختم نبوت کا مکمل ساتھ دے رہا ہے۔"میں نے حیرت کا اظہار کیا۔

"ہاں وہ تو ہے.... لیکن ظفر علی خان اور حضرت بخاری کے بیچ تحریک مسجد شہید گنج (1935) واقعہ کے بعد مخاصمت تھی جو آج دُور ہو گئی۔ الحمد للہ! "

امیر شریعت نے مولانا کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لیا، ماتھا چوما، سینے سے لگایا اور سہارا دے سٹیج پر لے لائے۔ بخاری صاحب کی فرمائش پر مولانا ظفر علی خان مائک پر آئے اور کپکپاتے لہجے میں اپنے ان اشعار میں احوالِ دِل سنایا:

زکوٰۃ اچھی ، حج اچھا ، روزہ اچھا ، نماز اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

امیرِ شریعت نے ڈائس پر آ کر مجمع سے خود نعرے لگوائے۔ " تحریک خلافت کا شہسوار... مولانا ظفر علی خان زندہ باد!! تحریکِ آزادی کا بے باک سالار... مولانا ظفر علی خان... زندہ باد!!! مرزائیت کے سر پر کاری وار... مولانا ظفر علی خان... زندہ باد!!!! مجمع میں شاید ہی کوئی آنکھ ہو جو پُر نم نہ ہوئی ہو۔ شاہ صاحب دوبارہ تقریر کرنے لگے تو فضاء میں سائرن کی گونج سنائی دی۔ وہ تقریر روک کر کھڑے ہو گئے۔ پورا مجمع مُڑ کر شاہراہ کی طرف دیکھنے لگا، جہاں سے ہُوٹر بجاتی سرکاری گاڑیوں کا ایک قافلہ گزر رہا تھا۔ وزیرِ اعظم سرگودھا میں شکار کھیل کر واپس آ رہے تھے۔ مجمع میں سے کسی نے کہا:

"خواجہ صاحب لاہور پہنچ گئے ہیں"

شاہ صاحب پر وجدانی کیفیّت طاری ہو گئی۔ انہوں نے اپنی ٹوپی سر سے اتاری اور گرجے:

"سُنو ... سُنو ... سُنو ... چھوڑو ساری باتیں ... لاہور والو ... !!!!! کوئی ہے؟؟؟ کوئی ہے جو میری یہ ٹوپی خواجہ ناظم الدین کے پاس لے جائے؟؟"

مجمع سے سسکیوں کی آوازیں آنے لگیں۔

"ہاں ... ہاں ... جاؤ میری یہ ٹوپی خواجہ ناظم الدین کے قدموں میں ڈال دو۔ یہ ٹوپی آج تک کسی کے سامنے نہیں جھکی۔ کسی انگریز کے سامنے کسی لارڈ کے سامنے نہیں جھکی۔ جاؤ اسے خواجہ کے قدموں میں ڈال دو۔ جاؤ جاؤ اسے بتا دو۔ ہم تیرے سیاسی حریف نہیں ہیں۔ ہم تیرے رقیب نہیں ہیں۔ ہم الیکشن نہیں لڑیں گے۔ تُجھ سے اقتدار نہیں چھینیں گے۔ !!!!ہاں ... ہاں ... جاؤ... میری یہ ٹوپی اس کے قدموں میں ڈال کر یہ بھی کہو کہ سرکاری خزانے میں اگر سؤروں کا کوئی ریوڑ ہے تو بخاری وہ ریوڑ بھی چرانے کو تیار ہے، مگر شرط صرف یہ ہے کہ تم سرورِ کونین فداہ ابی وامی ﷺ کی ختم رسالت کا قانون بنا دو، تاکہ کوئی میرے آقا ﷺ کی توہین نہ کر سکے۔ آپ ﷺ کی دستارِ ختمِ نبوت پر کوئی ہاتھ نہ ڈال سکے۔"

شاہ صاحب بول رہے تھے اور مجمع بے قابو ہو کر دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا۔

جاری ہے

جنابِ جاوید غامدی اور جماعتِ احمدیہ لاہور کس مخمصے میں ہیں؟

محمد سفیر الاسلام

ہفت روزہ فرائیڈے اسپیشل کراچی کی 2 تا 8 دسمبر 2016ء کی اشاعت میں شکیل عثمانی صاحب کا ایک مضمون ''جاوید غامدی اور جماعتِ احمدیہ لاہور مخمصے میں'' پڑھا۔ اس مضمون سے دو اور دو چار کی طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جناب جاوید غامدی اور جماعتِ احمدیہ لاہور مسئلہ تکفیر کے بارے میں اپنے اختیار کردہ موقف کے سبب ایک مخمصے میں ہیں۔ ہماری دونوں سے اپیل ہے کہ جلد از جلد اس مخمصے سے نکل آئیں اور ایک اصولی موقف اختیار کریں۔

جناب جاوید غامدی صاحب کے نقطۂ نظر کی بنیاد دو کلیے ہیں۔ اول احمدی مؤول ہیں اور مؤول کی تکفیر نہیں کی جا سکتی دوم قرآن کی رو سے تکفیر کے لیے اتمامِ حجت لازمی ہے اور اتمامِ حجت صرف اللہ کے رسول ہی کر سکتے ہیں۔ اس لیے محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد تکفیر کا باب ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے اور اب کسی فرد یا گروہ کو یہ حق حاصل نہیں رہا کہ وہ کسی شخص کو کافر قرار دے۔ جہاں تک احمدیوں کے مؤول ہونے کا تعلق ہے تو یہ سوال اٹھایا جا سکتا ہے کہ کیا ہر قسم کے مؤول کا ایک ہی حکم ہے اور تاویل کس حد تک قبول کی جا سکتی ہے؟ یہ ایک طویل بحث ہے۔ اس بحث میں اگر یہ ثابت بھی کر دیا جائے کہ احمدی مؤول نہیں ہیں، تو جاوید غامدی صاحب کا قرآن سے کشید کیا ہوا قانونِ اتمامِ حجت اس بحث کے نتیجے کو کالعدم کر دے گا۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ ''قرآنی'' قانون اتمامِ حجت ان کے جلیل القدر استاد امام امین احسن اصلاحی کی سمجھ میں نہیں آسکا اور انھوں نے قادیانیوں کی تکفیر کر دی۔ استاذ امام نے نہ صرف قادیانیوں کی تکفیر کی بلکہ مصلحانہ جہاد اور ارتداد کی سزا کے بارے میں بھی جمہور کا موقف اختیار کیا، جب کہ قانون اتمامِ حجت کے تحت اِس دور میں غامدی صاحب مصلحانہ جہاد اور ارتداد کی سزا کے مخالف ہیں۔ (یہ صرف اشارے ہیں تفصیل کے لیے قارئین غامدی صاحب کی کتابیں بالخصوص ''میزان'' ملاحظہ فرمائیں)

جماعتِ احمدیہ کے بارے میں شکیل عثمانی صاحب نے اہلِ قبلہ کے حوالے سے حقائق پر مبنی دلائل دیے ہیں۔ ہندستان میں برطانوی استعمار کے غلبے کے بعد جب احمدیوں کا کفر زیرِ بحث آیا تو متکلمین کے اس قول کا حوالہ دیا گیا کہ ہم اہلِ قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے اور اس سے یہ مطلب کشید کیا گیا کہ جو شخص مکّے کے بیت اللہ کو قبلہ مانتا ہے، اسے کافر

نہیں قرار دیا جاسکتا۔ اس سلسلے میں برصغیر کے ممتاز متکلّم مولانا محمد عبدالعزیز فرہاروی کی کتاب ''النبراس شرح لشرح العقائد'' سے ایک اقتباس نقل کر کے اس دلیل کے تار و پود بکھیر دیے ہیں۔ یہ اقتباس اتنا اہم ہے کہ اسے یاددہانی کے لیے قارئین کی خدمت میں دوبارہ پیش کرنا مناسب ہوگا۔ یہ خصوصیت سے ان قارئین کے لیے مفید ہوگا جن کی نظر سے عثمانی صاحب کا محوّلہ بالا مضمون ''جنابِ جاوید غامدی اور جماعتِ احمدیہ لاہور مخمصے میں'' نہیں گزرا۔ مولانا محمد عبدالعزیز فرہاروی لکھتے ہیں:

> ''ہم اہلِ قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے۔ اہلِ قبلہ سے لغوی اعتبار سے وہ شخص مراد ہے جو کعبے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے یا اسے قبلہ مانے لیکن متکلّمین کی اصطلاح میں اس سے مراد وہ شخص ہے جو ضروریاتِ دین کی تصدیق کرے، یعنی ان امور کی جن کا ثبوت شرع سے معلوم و مشہور ہے۔ لیکن جس شخص نے ضروریاتِ دین میں سے کسی شے کا انکار کیا، مثلاً حدوثِ عالم کا، یا حشرِ اجساد کا یا اللہ تعالیٰ کے علمِ بالجزئیات کا، یا فرضیتِ صلاۃ و صوم کا، تو وہ اہلِ قبلہ میں سے نہیں ہے، خواہ وہ طاعات میں مجاہدہ کرتا ہو۔ اسی طرح جس شخص نے ایسا کام کیا جو دین کی تکذیب کی علامات میں سے ہے جیسے بتوں کو سجدہ کیا یا کسی شرعی امر کی توہین و استہزا کا مرتکب ہوا، تو وہ اہلِ قبلہ میں سے نہیں ہے۔ اہلِ قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان فقط اس وجہ سے کافر قرار نہیں دیا جائے گا کہ اس نے گناہ کیا ہے''۔

اہلِ سنت کے نزدیک ضروریاتِ دین کا انکار کرنے والے کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں ہے، خواہ وہ تمام عمر اہلِ قبلہ میں سے رہا ہو۔

احمدیوں کا مسئلہ اتنا سادہ ہے کہ قارئین یہ فیصلہ خود کر سکتے کہ احمدی ضروریاتِ دین کے منکر ہیں یا نہیں۔ ضروریاتِ دین میں محمد رسول اللہ ﷺ کا آخری نبی ہونا شامل ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے جانشین حکیم نورالدین صاحب کے انتقال کے بعد احمدیہ جماعت دو دھڑوں میں تقسیم ہوگئی۔ ایک دھڑا جس کی قیادت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے صاحبزادے مرزا بشیرالدین محمود کر رہے تھے، جماعتِ احمدیہ قادیان کہلایا۔ (اب اسے جماعتِ احمدیہ ربوہ کہتے ہیں) جب کہ دوسرا دھڑا جس کے قائد متّحدہ جماعتِ احمدیہ کے ایک ممتاز رہنما، مولوی محمد علی لاہوری تھے، جماعتِ احمدیہ لاہور کے نام سے موسوم ہوا۔ مرزا بشیرالدین محمود گروپ کا عقیدہ ہے کہ نبوت جاری ہے، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی حقیقی نبی تھے اور ان کی نبوت کا منکر دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ مولوی محمد علی لاہوری گروپ کا کہنا ہے

کہ بابِ نبوت بند ہے ،مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مجدّد ،مہدی معہود،اور مسیح موعود تھے اور ان کے دعوے کا منکر مسلمان ہے،اگر چہ فاسق ہے۔

اجرائے نبوت کے عقیدے کے سبب جماعتِ احمدیہ ربوہ کا مسئلہ تو صاف ہے کہ یہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ جماعتِ احمدیہ لاہور کا عقیدہ ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے۔اس کا کہنا ہے ''ہم ہر اس شخص کو جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہے،مسلمان کہتے ہیں'' اپنے اس عقیدے کے سبب جماعتِ احمدیہ لاہور، جماعتِ احمدیہ ربوہ کی تکفیر سے انکار کرتی ہے اور آں حضرت ﷺ کے بعد اجرائے نبوت کے قائلین کو مسلمان قرار دیتی ہے۔حوالے کے لیے ملاحظہ ہو شکیل عثمانی صاحب کا مضمون ''جنابِ جاوید غامدی اور جماعتِ احمدیہ لاہور مخمصے میں'' اور مولوی محمد علی لاہوری صاحب کا کتابچہ (Sir Muhammad Iqbal's statement regarding the Qadianis)

اس لیے اس کے بارے میں بھی شرعی حکم وہی ہوگا جو 'جماعتِ احمدیہ ربوہ کے بارے میں ہے۔

جماعتِ احمدیہ لاہور کی ایک اور وجہ کفر یہ ہے کہ یہ حقیقت ثابتہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔وہ اپنے آپ کو لغوی معنی میں (پیشین گوئیاں کرنے والا) نہیں کہتے بلکہ اللہ کا بنایا ہوا نبی قرار دیتے ہیں ۔وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ نے انھیں نبی کے نام سے پکارا اور ان کا نام نبی رکھا۔نیز ان کا ارشاد ہے:''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ ہر وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا مسلمان نہیں ہے ۔''اس سلسلے میں حوالوں کے لیے ملاحظہ ہو مولانا مفتی محمد تقی عثمانی اور مولانا سمیع الحق کی مرتبہ کتاب ''قادیانی فتنہ اور ملتِ اسلامیہ کا موقف''۔ادارۃ المعارف کراچی نمبر 14 کی شائع کردہ اس کتاب کے سرورق پر عنوان کے نیچے خفی فونٹ میں لکھا گیا ہے:قومی اسمبلی پاکستان میں قادیانیوں کے بارے میں ملتِ اسلامیہ کا بیان،جس پر قادیانیوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ اس کتاب کے مرتّبین کا کہنا ہے:''مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکا ہے،لہٰذا اس کو کافر کہنے ،بجائے دینی پیشوا قرار دینے والا مسلمان نہیں ہوسکتا۔''واضح رہے کہ جماعتِ احمدیہ لاہور مرزا صاحب کی تمام تحریروں کو درست سمجھتی ہے اور انھیں مجدّد ،مہدی معہود،اور مسیح موعود مانتی ہے۔

آخر میں ہم بالخصوص جناب جاوید احمد غامدی صاحب سے گزارش کرتے ہیں کہ مسئلہ تکفیر کے بارے میں اپنے اختیار کردہ موقف کے سبب وہ جس مخمصے میں ہیں،اس سے جلد نکل آئیں۔

............❖❖❖............❖❖❖............

قادیانیوں کو دعوت اسلام (قسط:۲)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

خصوصیات نبوی اور مرزاغلام احمد قادیانی

اور یہ تو صرف اجمالی عقیدہ تھا کہ ''مرزا غلام احمد قادیانی عین محمد ہیں'' اس لیے انھیں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام، کام، مقام ومنصب، شرف ومرتبہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت وکمالات نبوت سبھی کچھ حاصل ہیں جو کچھ پہلے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا اب ''بعثت ثانیہ'' کے طفیل وہ سب کچھ مرزا غلام احمد قادیانی کے پاس ہے۔ آیئے! اب یہ دیکھیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اوران کی جماعت نے بعثت ثانیہ کے پردے میں مرزا غلام احمد قادیانی کو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات وخصوصیات کس فیاضی سے عطا کیے ہیں۔

عقیدہ (۱) قرآنی عقیدہ یہ ہے کہ آیت **محمد رسول الله والذین معه** کا مصداق آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مگر قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ یہ آیت مرزا غلام احمد قادیانی اوران کی جماعت کی تعریف وتوصیف میں نازل ہوئی۔ (تذکرہ طبع دوم، ص:۹۷)

عقیدہ (۲) قرآنی عقیدہ یہ ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانیت کا رسول بنا کر بھیجا ہے، مگر قادیانی عقیدہ ہے کہ ''چودھویں صدی سے تمام انسانیت کا رسول مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔'' (تذکرہ، ص:۳۶۰)

مرزا بشیر احمد قادیانی ایم، اے لکھتے ہیں: ''ان سب لوگوں کا (یعنی انبیاء سابقین کا) کام خصوصیات زمانی اور مکانی کی وجہ سے ایک تنگ دائرہ میں محدود تھا، لیکن مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) چونکہ تمام دنیا کی ہدایت کے لیے مبعوث کیا گیا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے ہرگز نبوت کا خلعت نہیں پہنایا جب تک اس نے نبی کریم کی اتباع میں چل کر آپ کے تمام کمالات کو حاصل نہ کرلیا۔'' (کلمۃ الفصل ص:۱۱۴، از مرزا بشیر احمد)

عقیدہ (۳) قرآنی عقیدہ ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، اور قادیانی عقیدے کے مطابق اب یہ منصب بروزی طور پر مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

ا۔ ''میں بار بار بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت **و آخرین منهم لما یلحقوا بهم** بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ، خزائن، ص:۲۱۲، ج:۱۸)

۲۔ ''پس چونکہ میں اسکا رسول، یعنی فرستادہ ہوں، مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے، بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پاکر اور اسی میں ہوکر اور اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔''

(نزول المسیح ص:۲،خزائن ص:۳۸۰ تا ۳۸۱، ج:۱۸)

۳۔ ''ہلاک ہوگئے وہ جنھوں نے ایک برگزیدہ رسول (مرزا غلام احمد قادیانی) کو قبول نہ کیا، مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے، کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔'' (کشتی نوح ص:۵۶،خزائن ص:۶۱، ج:۱۹)

عقیدہ (۴) قرآن کریم کے مطابق صاحب کوثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ آیت **انا اعطیناک الکوثر**، مرزا غلام احمد قادیانی کے حق میں ہے۔(حقیقۃ الوحی ص:۱۰۲،خزائن ص:۱۰۲، ج:۲۲)

عقیدہ (۵) قرآنی عقیدہ ہے کہ صاحب اسراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، مگر قادیانی عقیدہ ہے کہ صاحب اسراء بھی مرزا غلام احمد قادیانی ہیں کیونکہ آیت "**سبحٰن الذی اسری بعبدہ**" ان پر نازل ہوئی ہے۔

(تذکرہ ص:۸۱،طبع دوم،طبع سوم، ص:۷۹)

عقیدہ (۶) قرآنی عقیدہ ہے کہ قاب قوسین کا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مختص ہے، مگر قادیانی عقیدہ ہے کہ یہ منصب مرزا غلام احمد قادیانی کو حاصل ہے۔ (تذکرہ ص:۱۷۰،طبع دوم،طبع سوم، ص:۳۹۵)

عقیدہ (۷) قرآنی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، مگر قادیانی عقیدہ ہے کہ ''خدا عرش پر مرزا غلام احمد قادیانی کی تعریف کرتا ہے اور اس پر درود بھیجتا ہے۔''

(تذکرہ ص:۶۵۹،اربعین نمبر۲، ص:۳، ۱۵،خزائن ۳۴۹، ج:۱۷)

عقیدہ (۸) مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود گرامی باعثِ تخلیق کائنات ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود نہ ہوتا تو کائنات وجود میں نہ آتی لیکن قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ کائنات صرف مرزا غلام احمد قادیانی کی خاطر پیدا کی گئی ہے، وہ نہ ہوتے تو نہ آسمان و زمین وجود میں آتے نہ کوئی نبی ولی پیدا ہوتا چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کا الہام ہے۔ لولاک لما خلقت الافلاک یعنی اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمان کو پیدا نہ کرتا۔

(حقیقۃ الوحی ص:۹۹ مندرجہ روحانی خزائن ص:۱۰۲، ج:۲۲)

عقیدہ (۹) اسلامی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل البشر اور سید الانبیاء ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تمام انبیاء کرام سے اعلیٰ وارفع ہے، لیکن قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کا الہام ہے: ''آسمان سے کئی تخت اترے، پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔''

(حقیقۃ الوحی ص:۸۹،خزائن ص:۹۲، ج:۲۲)

اور اسی بناء پر مرزا غلام احمد قادیانی یہ ترانہ گاتا ہے:

''انبیاء گرچہ بودہ اند بسے | من بعرفان نہ کمترم زکسے
آنچہ داد است ہر نبی را جام | داد آں جام رامرا بہ تمام
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین | ہر کہ گوید دروغ ہست لعین''

(نزول مسیح ۹۹، ۱۰۰، خزائن ۴۷۷، ۴۷۸، ج: ۱۷)

(ترجمہ: انبیاء اگر چہ بہت ہوئے ہیں مگر میں عرفان میں کسی سے کم نہیں ہوں، جو جام کہ ہر نبی کو دیا گیا ہے، وہ مجھے پورے کا پورا دے دیا گیا ہے، میں از روئے یقین ان میں سے کسی سے کم نہیں ہوں، جو شخص جھوٹ کہے وہ لعنتی ہے۔) اور اسی بناء پر مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ ہے:

عقیدہ (۱۰) اسلامی عقیدہ ہے کہ صاحب مقام محمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور قادیانیوں کے نزدیک مقام محمود مرزا غلام احمد قادیانی کو عطا ہوا ہے، چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کا الہام ہے: **اراد اللّٰہ ان یبعثک مقاما محمودا!**۔

(حقیقۃ الوحی، ص: ۱۰۲، مندرجہ روحانی خزائن ص: ۱۰۵، ج: ۲۲)

عقیدہ (۱۱) مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی پیروی کرتے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد از نزول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں گے اور قادیانیوں کے نزدیک اب یہ مرتبہ مرزا غلام احمد قادیانی کو حاصل ہے۔ ''الفضل'' لکھتا ہے۔ ''حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے مرتبہ کی نسبت مولانا (محمد احسن امروہوی قادیانی) لکھتے ہیں کہ پہلے انبیاء اولوالعزم میں بھی اس عظمت شان کا کوئی شخص نہیں گزرا۔ حدیث میں تو ہے کہ اگر موسیٰ وعیسیٰ زندہ ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے بغیر ان کو چارہ نہ ہوتا (حدیث میں حضرت موسیٰ کا نام مذکور ہے حضرت عیسیٰ کا نہیں، کیونکہ وہ تو زندہ ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی بھی کریں گے۔ ناقل) مگر میں کہتا ہوں کہ مسیح موعود کے وقت میں بھی موسیٰ وعیسیٰ ہوتے تو مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی ضرور اتباع کرنی پڑتی۔''

(اخبار الفضل ۱۸ر مارچ ۱۹۱۶ء بحوالہ قادیانی مذہب، ص: ۳۲۵)

عقیدہ (۱۲) قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو ''امت کی مائیں'' فرمایا ہے، **وازواجہ امھاتھم** (الاحزاب) لیکن قادیانی مذہب میں یہ لقب مرزا غلام احمد قادیانی کی اہلیہ محترمہ کا ہے۔

عقیدہ (۱۳) مسلمانوں کے نزدیک محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا قرآن معجزہ ہے۔ اور قادیانیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی کے علاوہ ان کی تصنیف اعجاز احمدی، اعجاز المسیح اور خطبہ الہامیہ بھی معجزہ ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص کمالات میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو مرزا غلام احمد

قادیانی اور ان کی جماعت نے مرزا غلام احمد قادیانی پر چسپاں نہ کر دیا ہو۔ کیوں؟ اس لیے کہ مرزا غلام احمد قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت کا مظہر ہونے کی وجہ سے اب چودھویں صدی کے محمد رسول اللہ ہیں۔

عقیدہ (۱۴) یہی وجہ ہے کہ مسلمان تو جب کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں تو ''محمد رسول اللہ'' سے ان کی مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہوتی ہے، لیکن قادیانی جب یہی کلمہ پڑھتے ہیں تو ''محمد رسول اللہ'' سے صرف بعثت اولیٰ کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد نہیں ہوتے بلکہ دوسری بعثت قادیانی بعثت کے محمد رسول اللہ یعنی مرزا غلام احمد قادیانی بھی مراد ہوتے ہیں۔ اور یہ الزام نہیں بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی بعثت ثانیہ کا منطقی نتیجہ ہے۔ چنانچہ مرزا بشیر احمد قادیانی ایم، اے لکھتا ہے:

''علاوہ اس کے اگر ہم بفرض محال یہ بات مان لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسم مبارک اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے۔ **صار وجودی وجودہ، نیز من فرق بینی وبین المصطفی فما عرفنی ومارای** اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا، جیسا کہ آیۃ آخرین منہم سے ظاہر ہے۔

پس مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔''

(کلمۃ الفصل، ص: ۱۵۸، از مرزا بشیر احمد)

عقیدہ (۱۵) چونکہ مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قادیان میں دوبارہ آنے کے قائل نہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کو محمد رسول اللہ تسلیم نہیں کرتے اس لیے قادیانیوں کے نزدیک وہ قادیانی کلمہ کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتے ہیں:

''اب معاملہ صاف ہے، اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے، کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے۔ اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو۔''

(کلمۃ الفصل، ص: ۱۴۶، ۱۴۷، از مرزا بشیر احمد)

مکی بعثت پر قادیانی بعثت کی فضیلت

گزشتہ سطور میں آپ پڑھ چکے ہیں کلمہ قادیانی عقیدہ کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ ظہور قادیاں ضلع گورداسپور میں ہوا۔ اس لیے مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں نے ''مسیح موعود محمد است وعین محمد است'' کا نعرہ بڑی شدت سے لگایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اوصاف وکمالات مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف منتقل کر دیئے۔ اس پر جماعت کے اخبارات ورسائل میں بڑے ہنگامہ خیز مضامین شائع ہوتے رہے۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کی بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ والی بعثت سے افضل ہے کیونکہ اس بعثت میں کچھ مزید ایسے خصوصی کمالات وفضائل بھی پائے جاتے ہیں، جو مکہ والی محمدی بعثت میں نہیں تھے۔ اس سلسلہ میں قادیانیوں کے درج ذیل عقائد ملاحظہ کریں:

عقیدہ (۱) تین ہزار اور تین لاکھ کا فرق:

''تین ہزار معجزات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے۔''

(تحفہ گولڑویہ ص: ۶۳، خزائن، ص: ۱۵۳، ج: ۱۷)

''میری تائید میں اس (خدا) نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔'' (حقیقۃ الوحی، ص: ۶۷، روحانی خزائن، ص: ۷۰، ج: ۲۲)

عقیدہ (۲) ذہنی ارتقاء:

''حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر بھی کافر نہیں، کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کفر ہو، مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کفر نہ ہو (اور پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب شریعت نبی ہوں، اور دوسری میں صاحب شریعت نہ ہوں۔ ناقل)''

(کلمۃ الفصل، ۱۴۶، ۱۴۷ / مرزا بشیر احمد)

عقیدہ (۳) آگے سے بڑھ کر:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر جلد نمبر ۲ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۵ / اکتوبر ۱۹۰۶ء)

قاضی اکمل قادیانی، مرزا غلام احمد قادیانی کا پر جوش مرید تھا، اس نے یہ نظم لکھ کر اور قطعہ کی شکل میں فریم کروا کر مرزا غلام احمد قادیانی کی خدمت میں پیش کی، مرزا غلام احمد قادیانی اس پر بے حد خوش ہوا اور اسے بہت ہی دعائیں دیں،

بعدازاں اسے گھڑ لے گئے، غالباً ان کی دیوار کی زینت بنی ہوگی، قادیان کے اخبار بدر میں بھی اس کو شائع کیا گیا۔

عقیدہ (۴) استاد، شاگرد:

''آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم معلم ہیں اور مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی، ایک شاگرد، خواہ استاذ کے علوم کا وارث پورے طور پر بھی ہو جائے، یا بعض صورتوں میں بڑھ بھی جائے۔ استاذ بہرحال استاذ رہتا ہے، اور شاگرد شاگرد ہی۔'' (تقریر میاں محمود، مندرجہ الحکم قادیاں ۲۸/اپریل ۱۹۱۴ء)

عقیدہ (۵)

قرآن کریم کی کسی آیت یا آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث میں یہ مضمون نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹے جیسا کہا ہو لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کو یہ شرف حاصل ہے کہ خدا ان سے فرماتا ہے: **انت منی بمنز لة ولدی انت منی بمنزلة اولادی** ''یعنی تو مجھ سے بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے، تو مجھ سے بمنزلہ میری اولاد کے ہے۔'' (تذکرہ صفحہ نمبر ۴۳۶)

عقیدہ (۶)

قرآن کریم کی کسی آیت یا آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث میں یہ مضمون بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ''کن فیکون'' کی طاقت آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہو، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''کن فیکون'' کے اختیارات ان کو عطا فرمائے ہیں چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کا الہام ہے: ''اے مرزا! تیری شان یہ ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے تو تو اس سے کہہ دے کہ ہوجا، پس ہوجائے گی۔ (تذکرہ، ص: ۵۲۵)

عقیدہ (۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کو ان کے الہامات میں اور بھی بہت سی صفات عطا کی گئی ہیں، جو اسلامی لٹریچر میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہیں کی گئیں مثلاً:

تو میرا ''الاعلیٰ'' نام ہے۔ (تذکرہ ص: ۳۳۸)

تو میری مراد ہے۔ (تذکرہ ص ۸۳)

تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔ (تذکرہ ص ۴۲۶)

تو بمنزلہ میرے بروز کے ہے۔ (تذکرہ ص ۵۹۶)

تو بمنزلہ میری توحید و تفرید ہے۔ (تذکرہ ص ۳۸۱)

تو بمنزلہ میری روح کے ہے۔ (تذکرہ ص ۷۴۱)

تو بمنزلہ میرے کان کے ہے۔ (تذکرہ ص ۷۴۷)

تو مجھ میں سے ہے اور تیرا بھید میرا بھید ہے۔ (تذکرہ ص ۲۰۷)

ہم نے تجھ کو دنیا دے دی اور تیرے رب کی رحمت کے خزانے دے دیئے۔ (تذکرہ ص ۳۷۶)

دعوت غوروفکر

۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے دعووں کی بنیاد ''فنافی الرسول'' پر اٹھائی۔ اس سے ترقی کر کے ''ظل و بروز،، کی وادی میں قدم رکھا، ظل و بروز سے آگے بڑھے تو حریم نبوت میں پہنچ گئے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کا جواز پیدا کرنے کے لیے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت کا نظریہ ایجاد کیا، یوں رفتہ رفتہ وہ بعینہٖ ''محمد رسول اللہ،، بن گئے، قرآن بھی قادیان کے قریب ہی اتر آیا۔ (انا انزلنا قریباً من القادیان، تذکرہ ص:۷۶) اور پھر اس بعثت ثانیہ کے عقیدے سے جو عقائد ابھرے ان کا بہت ہی مختصر سا خاکہ آپ کے سامنے پیش کیا جا چکا ہے، یعنی خاکم بدہن مرزا غلام احمد قادیانی رحمۃ العالمین بھی ہوئے، سید الرسل بھی، باعث تخلیق کائنات بھی، مطاع مطلق بھی، مدار نجات بھی اور بالآخر کلمہ طیبہ میں بھی محمد رسول اللہ سے مرزا غلام احمد قادیانی مراد لیا گیا۔

ادھر مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی بعثت کو روحانیت میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اقویٰ اور اکمل اور اشد بتایا، اپنے معجزات، آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے سوگناہ زیادہ بیان کیے، آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کو ہلال اور اپنے دور کو بدر کامل ٹھہرایا، آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کو ترقیات کی ابتداء اور اپنے دور کو ترقیات روحانی کی انتہا قرار دیا، ان کے مریدان کے سامنے یہ ترانہ گاتے رہے۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے بڑھ کر اپنی شاں میں

اور مرزا غلام احمد قادیانی نے اس جیسے نعروں کی بھی تحسین اور حوصلہ افزائی فرمائی، جس کے نتیجے میں مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت کے بلند افراد نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی، اور آگے بڑھ کر مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھ پر آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت ہی کرا دی۔

یہ تمام تفصیل......نہایت اختصار کے ساتھ آپ گزشتہ سطور میں پڑھ چکے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت نے ایک صدی میں ان عقائد پر جو دفتر تصنیف کیے ہیں یہ چند عقائد اس سمندر کا ایک قطرہ ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان سطور کو پڑھ کر ہمارے وہ بھائی جو جناب مرزا غلام احمد قادیانی کے رشتہ عقیدت میں منسلک ہیں، ان سے کیا تاثر لیں گے؟ لیکن میں ان کو صرف ایک سوال پر غور کرنے کی دعوت دوں گا کہ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی کی آمد سے پہلے تک تیرہ صدیوں کے مسلمانوں کے یہی عقائد تھے جو مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت کے اکابر کے حوالے سے میں اوپر درج کر چکا ہوں۔ بہت موٹی سی بات ہے جس کے سمجھنے کے لیے دقیق فہم و فکر کی ضرورت نہیں کہ کیا ابوبکر و عمر و عثمان و علی (رضوان اللہ علیہم) بھی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ

قادیاں میں مبعوث ہوں گے؟ کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ میں سے کسی سے یہ عقیدہ منقول ہے؟ کیا تابعین اور ائمہ دین میں سے کوئی اس کا قائل تھا؟ جیسا کہ اوپر عرض کر چکا ہوں خود مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت کے ترجمان ''الفضل'' کا اقرار ہے کہ ''مرزا غلام احمد قادیانی سے پہلے کسی مسلمان نے یہ نظریہ کبھی پیش نہیں کیا۔،، اور واقعہ بھی یہی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی سے پہلے کوئی صحابی، تابعی، کوئی امام مجدد اس عقیدہ سے آشنا نہیں تھا۔ اور پھر اس عقیدے سے جو عقائد پیدا ہوئے ان کے بارے میں بھی آپ سن چکے ہیں کہ امت میں کوئی شخص ان کا قائل نہیں تھا۔

ہمارے بھائی اگر صرف اسی سوال پر عقل وانصاف سے غور کریں تو انھیں یہ احساس ہوگا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ان عقائد کو اپنا کر ''سبیل المومنین'' پر قائم نہیں ہے ادھر قرآن کریم کا اعلان ہے کہ ''جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اور سبیل المومنین کو چھوڑ کر کسی اور راستے پر چل نکلے تو دنیا میں وہ جو کچھ کرتا ہے ہم اسے کرنے دیں گے، اور اسے جہنم میں داخل کریں گے۔،، اس لیے مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام عقیدت مندوں سے گزارش کروں گا کہ اگر انھوں نے واقعی اللہ ورسول کی رضامندی کی خاطر مرزا غلام احمد قادیانی کا دامن پکڑا ہے جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد ونظریات معلوم ہو جانے کے بعد ان پر یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ انھوں نے اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی کے لیے جو راستہ اختیار کیا ہے۔ وہ کعبہ کو نہیں بلکہ کسی اور ہی طرف کو جاتا ہے وہ ''سبیل المومنین'' (اہل ایمان کا راستہ) نہیں، بلکہ یہ اہل ایمان کے راستے سے الٹی سمت کو جاتا ہے۔

2۔ دوسری بات جس پر ہمارے بھائیوں کو غور کرنا چاہیے یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ عقیدہ کہ وہ عین محمد ہیں۔ عقل ودانش کی میزان میں کیا وزن رکھتا ہے؟

اگر مرزا غلام احمد قادیانی عین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو سوال ہوگا کہ:

۱۔ مرزا غلام مرتضیٰ کے نطفہ سے کون پیدا ہوگا؟

۲۔ چراغ بی بی کے پیٹ میں کون تھا؟

۳۔ جنت بی بی کس کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی؟

۴۔ بچپن میں چڑیوں کا شکار کون کرتا تھا؟

۵۔ گل علیشاہ (شیعہ) کی شاگردی کس نے کی تھی؟

۶۔ سیالکوٹ کچہری میں عیسائی گورنمنٹ کا نوکر کون تھا؟

۷۔ عیسائی عدالتوں میں ''مرجاہاجر'' (یعنی مرزا حاضر!) کی آوازیں کس کو دی جاتی تھیں؟

۸۔ عیسائی قانون کی تیاری کس نے کی، اور اس میں فیل کون ہوا؟

۹۔ محترمہ حرمت بی بی کو طلاق کس نے دی؟

۱۰۔ مرزا سلطان احمد اور فضل احمد کو عاق کس نے کیا؟

۱۱۔ محمدی بیگم کا اسیر زلف کون ہوا؟

۱۲۔ اس سے نکاح کی پیشگوئی کس نے کی؟

۱۳۔ اس پیش گوئی کو اپنے صدق و کذب کا معیار کس نے ٹھہرایا؟

۱۴۔ اور پھر اس سے وصل میں ناکام کون مرا؟

۱۵۔ نصرت جہاں بیگم کا شوہر کون تھا؟

۱۶۔ مرزا محمود احمد، مرزا بشیر احمد کا باپ کون تھا؟

اور دوسری طرف اگر مرزا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی ذات کے دو نام ہیں تو

۱۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم کا داماد کون تھا؟

۲۔ حضرت عائشہؓ وحفصہؓ کا شوہر کون تھا؟

۳۔ حضرت عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کس کے داماد تھے؟

۴۔ حضرت فاطمہ، زینب، رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما کس کی صاحبزادیاں تھیں؟

۵۔ حسن وحسین رضی اللہ عنہم کس کے نواسے تھے؟

۶۔ بدر وحنین کے معرکے کس نے سر کیے؟

۷۔ شب معراج میں انبیاء کرام علیہم السلام کا امام کون تھا؟

۸۔ قیصر وکسریٰ کی گردنیں کس کے غلاموں کے سامنے جھکیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

کیا پہلے سوالوں کے جواب میں ''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور دوسرے سوالوں کے جواب میں مرزا غلام احمد قادیانی کا نام لے سکتے ہو؟ ''محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں، اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں،، کے ترانے گانے والے ہمارے بھٹکے ہوئے بھائیو! خدا کے لیے ذرا سوچو کہ تم نے ''محمد رسول اللہ'' کو قادیاں میں دوبارہ اتار کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا انصاف کیا؟ اللہ نے عقل وفہم تمہیں بھی عطا فرمائی ہے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے میں محمد ہونے کو عقل وخرد کے ترازو میں تو لو اور دیکھو! تم نے کس کا تاج کس کے سر پر رکھ دیا ہے؟ کس کی دولت کس کے حوالے کر دی ہے، آخر مکہ مکرمہ کے ''محمد رسول اللہ'' میں معاذ اللہ تمہیں کیا نقص نظر آیا تھا کہ تم نے ان سے بڑھ کر شان والا ''محمد رسول اللہ'' قادیان میں اتار لیا؟

صوفی محمد اسحٰق رحمتہ اللہ علیہ: ایک باوفا اور ایثار پیشہ احرار کارکن

ابومعاویہ محمد فقیر اللہ رحمانی

صوفی محمد اسحاق بستی مولویان رحیم یار خان کے ایک متمول اور فدائے احرار مولوی قمرالدین رحمتہ اللہ علیہ کے گھر میں ۱۹۳۵ء میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید اور فارسی کی کتب اپنی بستی کے قدیمی مدرسہ شمس العلوم میں پڑھیں پھر والد صاحب نے سکول میں داخل کرایا اور مڈل تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ اپنے والد گرامی کے ساتھ اپنے رقبہ کی دیکھ بھال میں لگ گئے اور اپنے والد گرامی کے دست راست بنے۔ آپ دو موضعوں (موضع عبدالرحمٰن و اکبر آباد) کے نمبر دار رہے اور انھی دو موضعوں کے زکوٰۃ کمیٹی کے چیئر مین بھی رہے اور یہ دونوں فریضے بڑی خوش اسلوبی سے نبھائے۔

۱۹۶۷ء میں قائد احرار و جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید معاویہ ابوذر بخاری رحمتہ اللہ علیہ، ان کے والد گرامی اور مولوی صالح محمد کی جدوجہد سے بستی مولویان (رحیم یار خان) تشریف لائے تو آپ استقبال میں پیش پیش تھے اس موقعہ پر آپ کو والد گرامی نے فرمایا تھا کہ خاندان امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ کو نہ چھوڑنا پھر آپ تا حیات خاندان امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ کے خادم ہو کر رہے۔ ضلع بھر میں جہاں کہیں بھی حضرات شاہ صاحبان کے پروگرام ہوتے آپ ضرور شرکت کرتے۔

قائد احرار کی بستی مولویان میں آمد کے بعد جب بستی میں مجلس احرار اسلام کی ممبر سازی ہوئی تو آپ پیش پیش تھے اور انتخابات میں آپ کو نائب صدر منتخب کیا گیا۔ پھر دو سال بعد ۲۸ / مارچ ۱۹۶۹ء کو ہونے والے جماعتی انتخابات میں آپ کو مقامی جماعت کا صدر اور مرکزی مجلس شوریٰ کا رکن بنا دیا گیا آپ جماعت کے ہر ہونے والے اجلاس و پروگرام میں خصوصیت کے ساتھ شرکت کرتے حتیٰ کہ لاہور میں ہونے والی کانفرنس میں اور ربوہ (چناب نگر) کی جامع مسجد احرار کے سنگ بنیاد (۲۷ / فروری ۱۹۷۶ء) کے موقع پر بھی شریک ہوئے۔

آپ نے اپنے والد گرامی کی نصیحت و وصیت کو بڑے اچھے انداز کے ساتھ نبھایا اور ہمیشہ میزبانی کے فرائض احسن انداز میں پورے کیے جو کہ تا حال ان کی اولاد میں بھی یہ وراثت منتقل ہو چکی ہے اور وہ بھی خلوصِ دل کے ساتھ خاندان امیر شریعت کے ساتھ منسلک ہیں۔

آپ نے اپنی زندگی میں ہی اپنی اولاد میں اپنی جائداد تقسیم کر کے حوالے کر دی اور اپنی اکلوتی بیٹی کو بھی حصہ منتقل

کر دیا۔

آخر عمر میں موروثی بیماری شوگر ہوگئی دوائی کے بعد انسولین شروع ہوگئی آخر آپ بہت کمزور ہوگئے اور چارپائی اور گھر تک محدود ہو گئے۔ ایک دن چارپائی سے اٹھے تو گر پڑے اور ٹانگ پر چوٹ لگنے سے ٹوٹ گئی۔ ڈاکٹر نے آپریشن کر کے پٹی باندھ دی اور دو ماہ بعد پٹی کھولنے کا کہہ کر رخصت دے دی۔ آپ کو گھر لا کر سلا دیا گیا پندرہ بیس روز بعد غذا کم کھانے لگے جس کی وجہ سے جسم میں قوت مدافعت کم ہوگئی اور شوگر بھی نل ہوگئی جس سے بے ہوشی طاری ہوگئی پھر ایمر جنسی لے جایا گیا لیکن کوئی دوا فائدہ مند نہ ہوئی۔ ۱۰ر جنوری کی صبح ڈاکٹر نے کہہ دیا کہ اب بابا چند گھنٹوں کے مہمان ہیں ایک بجے کے بعد آپ کی زبان پر کلمہ شریف کا ورد شروع ہوگیا رحیم یار خان کے احبابِ احرار تیمار داری کے لیے گئے تو آپ کی زبان پر کلمہ جاری تھا اور اسی حالت میں دار فانی سے رخصت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اگلے روز ۱۱ر جنوری کو حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کے فرزند حضرت مولانا سید عطاء المنان بخاری دامت برکاتہم نے نمازِ جنازہ پڑھائی، اپنے آبائی قبرستان شہر خموشاں میں اپنے والد گرامی کے قدموں میں ان کی خواہش کے مطابق آنسوں بہاتے ہوئے سپرد خاک کر دیا۔ سچ یہ ہے کہ میرا جماعتی مان اور سہارا اٹھ گیا۔ ساڈی دلڑی اداس کر گئے ہن۔

دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولوی قمر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے گھرانے کو برکت دے اور جماعتی طور پر ہمارے شانہ بشانہ اور قدم بہ قدم چلائے اور خاندان امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی وابستگی قائم و دائم رکھے (آمین ثم آمین)۔

❁❁❁

بابا غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ: وفا شعار، مخلص اور بزرگ احرار کارکن

عبدالکریم قمر

تقریباً ایک صدی پہلے ہمارے شہر کمالیہ (ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ) میں میاں غلام حسین کھوکھر مرحوم کا خاندان اپنی نیکی، شرافت اور دین داری کی وجہ سے پوری برادری بلکہ شہر بھر میں اپنی مثال آپ تھا۔ ان کے چار بیٹے تھے، میاں نور محمد، میاں فیض محمد، میاں الٰہی بخش اور میاں غلام فرید۔ دونوں منجھلے بیٹے ہندوستان کی عظیم حریت پسند اور انقلابی جماعت مجلس احرار اسلام ہند میں شامل تھے۔ اس کے فعال کارکن اور باوردی رضا کار تھے۔ میاں غلام فرید 1922 کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔ گھر میں ہر وقت جماعتی سرگرمیوں کا تذکرہ ہوتا رہتا تھا۔ اس لئے نوعمر غلام فرید کے کانوں میں ''احرار اور امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ'' کے نام سنائی دیتے رہتے تھے۔ یہ نام ان کے شوق کو مہمیز لگاتے رہے۔ اور ان کے اپنے قول کے مطابق 1937 میں انھوں نے بھی مجلس احرار کا فارم رکنیت پُر کر دیا۔ اور نا صرف کارکن بلکہ باوردی رضا کار بن گئے۔ ان دنوں شہر میں جماعت بڑی فعال تھی۔ جماعت کے صدر میاں محمد رمضانؒ اور سیکرٹری مولانا حکیم محمد رمضانؒ تھے اور کارکنوں کی ایک کثیر تعداد تھی۔ باوردی رضا کار جب ایک جگہ اکٹھے ہو کر پریڈ کرتے تو نظارہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ میاں غلام فرید پرائمری سے زیادہ تعلیم حاصل نہ کر سکے لیکن وہ بلا کے ذہین تھے۔ مذہبی و سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی وجہ سے جلسوں میں شرکت انکا معمول تھا۔ جلسوں میں عوام کے دینی جذبہ کو بیدار کرنے کے لئے نعت خوانی ہوتی۔ اور جوش و خروش کو ابھارنے کے لئے انقلابی نظمیں پڑھی جاتیں۔ میاں غلام فرید کو اللہ تعالیٰ نے خوش گلوئی سے نوازا تھا۔ اس لئے وہ بھی نعت خوانی کرنے لگے اور نظمیں پڑھنے لگے۔ ان دنوں مدارس عربیہ کے سہ روزہ دینی و اصلاحی اجتماعات عام ہوا کرتے تھے۔ اس لئے ان اجلاسوں میں شرکت کے لئے علاقہ اور اطراف و جوانب سے ان کو اصرار کر کے بلایا جانے لگا۔ کم تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود خداداد حافظہ کی وجہ سے انھیں بے شمار نعتیہ کلام اور نظمیں یاد تھیں۔ وہ اکثر خان محمد کمترؒ، سید امین گیلانیؒ، مرزا غلام نبی جانبازؒ، خواجہ عبدالرحیم عاجزؒ اور مولانا محمد ابراہیم خادمؒ کا اردو اور پنجابی کلام سنایا کرتے اور سماں باندھ دیتے۔

قیام پاکستان کے بعد 1949 میں مجلس احرار اسلام کا لاہور میں تاریخی اجتماع ہوا۔ جس میں جماعت کی مجلس عاملہ کے فیصلہ کے مطابق جماعت کی سیاسی حیثیت پر عارضی پابندی لگا دی گئی۔ تاکہ مسلم لیگ کو ملک میں اسلامی نظام حکومت کے قیام کے لئے موقع فراہم کیا جائے۔ اور مسلم لیگ کوئی عذر بہانہ نہ کر سکے۔ میاں غلام فرید نے اپنے دوست

احباب، رشتہ داروں اور احرار ساتھیوں کے ساتھ اس تاریخی اجتماع میں بھرپور شرکت کی۔ 1953 کی تحریک ختم نبوۃ میں دوسرے احرار کارکنوں کے ساتھ ان تینوں بھائیوں نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مجلس احرار 1953 سے 1962 تک اکثر و بیشتر پابندی کا شکار رہی۔ لیکن میاں غلام فرید نے کسی دوسری جماعت میں شمولیت اختیار نہ کی۔ 1968 میں مولانا فضلسید الرحمٰن احرارؒ (سلانوالی) کی تحریک سے کمالیہ میں احرار کو از سرِ نو منظّم کیا۔ (مولانا فضل الرحمٰن احرارؒ ان دنوں مسجد جامعہ فاروقیہ کمالیہ میں نماز جمعہ پڑھانے آیا کرتے تھے) میاں غلام فرید اور انکے دونوں بڑے بھائیوں نے پھر سے پوری تن دہی کے ساتھ جماعتی سرگرمیوں میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ انھیں مقامی جماعت نے اپنا صدر منتخب کر لیا۔ اور ان کی سربراہی میں قافلۂ احرار پھر رواں دواں ہو گیا۔ 5-6 مارچ 1970 کو احرار پارک بیرون دہلی دروازہ لاہور میں مجلس احرار اسلام کی ایک تاریخی کانفرنس ہوئی۔ ہمارے شہر سے ایک بہت بڑے قافلہ نے اس میں شرکت کی۔ 1975 میں مجلس احرار اسلام نے قادیان کی طرح

چناب نگر (ربوہ) میں مسجد و مدرسہ کے لئے اراضی خرید کی۔ اور 27 فروری 1976 کو جانشین امیر شریعتؒ حضرت سید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ نے وہاں مسجد احرار کا سنگ بنیاد رکھا تو کمالیہ سے ایک بڑے وفد نے اس مبارک تقریب میں شرکت کی۔ میاں غلام فرید بھی پیرانہ سالی کے باوجود اس قافلے میں شامل تھے۔ چنیوٹ شہر سے پختہ سڑک کی بجائے پیدل کھیتوں سے ہوتا ہوا یہ قافلہ دریائے چناب کے پرانے پل پر پہنچا۔ جہاں پر پولیس کا کڑا پہرہ تھا۔ خوش قسمتی سے یہ قافلہ وہاں سے آرام سے گزر گیا۔ دوسرا پُل عبور کرنے کے فوراً بعد قافلہ تو مغرب کی طرف کھیتوں سے ہوتا ہوا موضع چھنی کی طرف مڑ گیا۔ لیکن وہ پختہ سڑک پر سیدھے آگے اڈا کی طرف پیدل چلتے گئے۔ اور قافلے سے بچھڑ گئے۔ ہم سب لوگ تو مسجد احرار پہنچ گئے لیکن وہ چناب نگر پہنچ کر بھی مسجد کی جگہ تک نہ پہنچ سکے۔ جس کے لئے وہ بہت افسوس کیا کرتے تھے۔

1938 میں ان کے مکان سے ملحق ایک قطعہ اراضی اولاد سے محروم ایک نیک دل خاتون نے مسجد کے لئے وقف کر کے اس پر جامع مسجد صدیقیہ تعمیر کروادی۔ نوعمری سے ہی میاں غلام فرید نماز اور تہجد کے پابند تھے۔ پڑوسی ہونے کے ناتے اس مسجد کی صفائی کرنا، اذان دینا اور خدمت کرنا انھوں نے اپنے ذمے لے لیا۔ گویا وہ مسجد جامع صدیقیہ کے منتظم اور خادم سبھی کچھ تھے یہ ساری خدمت فی سبیل اللہ تھی۔ اور یہ ذمہ داری انھوں نے پون صدی زندگی کے آخری ایام تک نبھائی۔ ان کی کوششوں سے اب یہ مسجد بہت خوب صورت اور دومنزلہ بن چکی ہے۔ یہ مسجد شہر میں جماعتی سرگرمیوں کا مرکز تھی۔ جماعت کے تمام پروگرام اسی مسجد میں ہوتے تھے۔ حضرت پیر جی سید عطاالمہیمن شاہ بخاری 1975 میں تقریباً ایک سال تک یہاں مستقل خطبہ جمعہ دیتے رہے ہیں۔

مشہور شاعر اکبر حسین اکبر الہ آبادی کا ایک شعر ہے۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

میاں غلام فرید کو بھی اللہ تعالیٰ کا نام لینے پر تھانے حوالات میں بند ہونا پڑا، ان کے خلاف پرچہ ہوا اور مقدمہ درج ہوا۔ ہوا یوں کہ میاں غلام فرید نہ صرف خود تہجد کے پابند تھے۔ بلکہ اہلِ محلّہ کو بھی تہجد کے لئے جگایا کرتے تھے۔ سردی ہو یا گرمی، آندھی آئے یا مینہ برسے وہ تہجد کے وقت مسجد کا سپیکر کھول کر پہلے درودِ ابراہیمی پڑھتے اور پھر یہ دو شعر پڑھتے۔

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سایہ تلے حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سایہ تلے

مانگنے والوں کو ہم شان کئی دیتے ہیں ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

یہ دو شعر پڑھ کر سپیکر بند کر دیتے لیکن میاں غلام فرید اس جرم میں دھر لئے گئے۔ اور ان پر لوگوں کو بے آرام کرنے کا الزام لگا کر مقدمہ قائم کر دیا گیا۔ وہ کچھ عرصہ پہلے حج بیت اللہ اور حاضری روضہ رسول ﷺ کی سعادت سے بھی بہرہ یاب ہوئے۔

تقریباً 95 سال کی عمر ہونے کے باوجود وہ دو تین ماہ پہلے تک اپنے تمام معمولاتِ زندگی حسبِ معمول ادا کرتے رہے۔ جنوری 2017 سے کمزوری بڑھنے لگی۔ دس پندرہ یوم پہلے وہ زیادہ نقاہت محسوس کرنے لگے اور چارپائی سے لگ گئے۔ لیکن ہوش و حواس بفضلہ تعالیٰ آخر دم تک بالکل ٹھیک رہے۔ سوموار 23 جنوری 2017 کو بعد نمازِ عصر طبیعت زیادہ خراب ہوئی اور بوقتِ مغرب اس دنیائے فانی سے دارالبقا کو کوچ کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ میں نے سید کفیل بخاری مدظلّہ اور عبداللطیف خالد چیمہ کو وفات کی اطلاع دی سید کفیل بخاری مدظلّہ لاہور تھے۔ جنازہ پڑھانے کے لئے وہ تشریف لائے۔ چیچہ وطنی سے عبداللطیف خالد چیمہ اور مولانا محمد منظور بھی انکے ہمراہ تھے۔ منگل 24 جنوری 2017 کو 11.30 بجے دن عیدگاہ نعمانیہ چیچہ وطنی روڈ میں سید کفیل بخاری مدظلّہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس موقع پر اپنے خطاب میں انھوں نے مرحوم کی جماعتی خدمات کا ذکر کیا۔ اور انہیں زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔ نماز جنازہ میں ٹوبہ ٹیک سنگھ سے مجلس احرار کے ذمہ داران حافظ محکم الدین اور حافظ محمد اسماعیل نے احبابِ احرار سمیت شرکت کی۔ علاوہ ازیں شہر کے دینی مدارس کے ذمہ داران، سیاسی اور سماجی تنظیموں کے کارکنان، عمائدین شہر اور ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ امیر مجلس احرار اسلام پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلّہ نے مرحوم کے بیٹے محمد اجمل سے فون پر تعزیت کا اظہار کیا اور دعاؤں سے نوازا۔ مرحوم کے پسماندگان میں بیوہ، بیٹا محمد اجمل اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ میاں غلام فرید نے 1937 میں پہلی دفعہ مجلس احرار اسلام کا فارم رکنیت پُر کیا تھا۔ اور 2016 کی تازہ ترین رکنیت سازی میں بھی انھوں نے اپنا فارم پُر کیا تھا۔ وہ تادمِ زیست احرار میں شامل رہے۔ وہ اپنی پیرانہ سالی کے باوجود جماعتی کاموں کے لئے ہر وقت آمادہ اور تیار رہتے تھے۔ ان کا یہ جماعتی تعلق آٹھ دہائیوں پر مشتمل تھا۔ اس لحاظ سے

وہ اس وقت جماعت احرار کے سب سے پرانے کارکن تھے۔اس لئے شہر بھر میں اور جماعتی سطح پر انھیں بابائے احرار کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ جماعت کے سب سے قدیم کارکن ہونے کی وجہ سے حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے ان کے لئے مدینہ شریف کا انتہائی قیمتی رومال ہدیہ کیا۔ جو میں نے ان تک پہنچایا۔

میاں غلام فریدؒ نے جماعت سے وفاداری وایثار کی ایک تاریخ رقم کی۔ تنظیمیں اور جماعتیں ایسے ہی وفا شعار اور ایثار پیشہ کارکنوں کے دم سے قائم رہتی اور پروان چڑھتی ہیں۔اور ایسے بے لوث اور مجسمہء وفا کارکن کسی بھی جماعت کے لئے سرمایہ افتخار ہوتے ہیں۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

rahmat.JPG not found.

دعاءِ صحت

- مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المومن بخاری دامت برکاتہم شدید علیل ہیں
- حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند گرامی جناب خواجہ رشید احمد صاحب گزشتہ ایک سال سے کومے میں ہیں
- مجلس احرار اسلام بہاول پور کے صدر قاری عبدالعزیز صاحب ● مدرسہ معمورہ کا سابق طالب علم حافظ محمد اویس سنجرانی علیل ہے
- لاہور کے بزرگ احرار کارکن چودھری محمد اکرام صاحب طویل عرصے سے علیل ہیں
- مجلس احرارِ اسلام چشتیاں کے کارکن حافظ فاروق احمد علیل ہیں ● مولانا عبدالغفور مظفر گڑھی کے تایازاد محمد ادریس علیل ہیں۔
- مجلس احرار اسلام گجرات کے رہنما قاری ضیاء اللہ ہاشمی کے والد علیل ہیں

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ تمام مریضوں کی صحت یابی کے لیے دعاء فرمائیں، اللہ تعالیٰ انہیں شفا کاملہ عطا فرمائے

مسافرانِ آخرت

ادارہ

★ رئیس المحدثین، صدر وفاق المدارس، حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمتہ اللہ علیہ ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ/ 15 جنوری 2017ء

★ فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی رحمتہ اللہ علیہ ۱۷ ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ/ 16 جنوری 2017ء

★ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد مولانا محمد یعقوب بلیک برن (انگلینڈ) میں 20 رجنوری 2017ء کو انتقال کر گئے۔ مرحوم، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ سے بیعت تھے

★ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث، حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز مولانا عبدالحق اعظمی 30 ردسمبر 2016ء کو انڈیا میں انتقال کر گئے

★ خطیب مسجد امیر معاویہ، نیکا پورہ سیالکوٹ، مولانا محمد اشرف اعوان رحمتہ اللہ علیہ، انتقال: 28 رجنوری 2017ء

★ مجلس احرار اسلام ڈسکہ (ضلع سیالکوٹ) کے رکن شوریٰ رانا محمد اقبال کے والد ماجد جناب بشیر احمد رحمتہ اللہ علیہ، انتقال: 27 رجنوری 2017ء

★ قادیان میں مجلس احرار اسلام کے سب سے پہلے مبلغ حضرت مولانا عنایت اللہ چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند اور محترم فرخ اقبال کے بھائی جناب محمد خالد مرحوم چکڑالہ ضلع میانوالی میں انتقال کر گئے

★ مجلس احرار اسلام چکڑالہ کے کارکن محترم عبدالخالق خلیق کا کمسن بھتیجا انتقال کر گیا

★ بخاری ماڈل سکول مسجد احرار چناب نگر کے ہیڈ ماسٹر و منتظم اور ہمارے قدیم مہربان و مخلص جناب ماسٹر مظہر قیوم رحمتہ اللہ علیہ انتقال: 29 رجنوری 2017ء

★ ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے قدیم قاری محترم جمشید احمد مرحوم 20 رجنوری 2017ء کو گوجرانوالہ میں انتقال کر گئے

★ مسجد ختم نبوت رحمٰن سٹی چیچہ وطنی کے معاون محمد منور بھٹی کے والدِ گرامی محمد الیاس بھٹی (چک نمبر 43-12 ایل) 26۔ ردسمبر پیر کو انتقال فرما گئے

★ چیچہ وطنی جماعت کے قدیم معاون شیخ محمد صدیق (بلاک نمبر 16) 5 رجنوری، جمعرات کو انتقال فرما گئے

★ مراکز احرار چیچہ وطنی کے معاون محمد صدیق صراف کے بڑے بھائی محمد عالم صراف (ہاؤسنگ سکیم) 6 رجنوری جمعۃ المبارک کو انتقال فرما گئے

★ چیچہ وطنی جماعت کے دیرینہ رفیق قاری محمد زاہد بلاک نمبر 18 کے والد گرامی حضرت مولانا علی محمد (منچن آباد) 17 رجنوری کو انتقال کر گئے

★ ماسٹر محمد اقبال بلاک نمبر 13 چیچہ وطنی (تبلیغی جماعت والے) کی ہمشیرہ 25 رجنوری کو انتقال کر گئیں

★ جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی کے خادم بھائی محمد اقبال کے بڑے بھائی حافظ محمد یعقوب 31/دسمبر 2016ء کو انتقال فرما گئے۔ان کی نماز جنازہ یکم جنوری 2017ء کو جامع مسجد میں ادا کی گئی۔مرحوم کچھ عرصہ سے بیمار تھے،نابینا ہونے کے باوجود خوشگوار مجلسی زندگی رکھتے تھے،حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی کے دوستوں میں سے تھے، جامع مسجد کے خادم بابا اللہ بخش مرحوم کے حجرے میں سید رضوان الدین صدیقی مرحوم،حاجی عبداللطیف خالد چیمہ،حافظ محمد نعیم،سراج الدین صدیقی اور دیگر دوستوں کی محفل جمتی تو حافظ محمد یعقوب مرحوم اُس مجلس کے حاظر باش ممبر ہوتے، دوستوں کی بہت سی یادیں ان سے وابسطہ ہیں،اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں

★ مجلس احرار اسلام بدلی شریف (رحیم یار خان) کے قدیمی کارکن حافظ رحیم بخش سومرو کا جواں سال بیٹا 26/دسمبر 2016ء کوٹریفک حادثے میں جاں بحق ہوگیا

★ سفیر احرار ابومعاویہ فقیر اللہ رحمانی (بستی مولویان رحیم یارحان) کی ہمشیرہ اور تحریک طلباء اسلام کے کارکن فاروق احمد کی والدہ ماجدہ مختصر علالت کے بعد 31/دسمبر 2016ء کو انتقال کر گئیں

★ مجلس احرار اسلام کراچی کے نائب امیر مولانا عبدالغفور مظفر گڑھی کے تایازاد،قاری عبدالعزیز 8/اکتوبر 2016ء، سعیدالرحمٰن 16/دسمبر 2016ء کو یکے بعد دیگرے انتقال کر گئے

★ مجلس احرار اسلام رحیم یار خان کے سابق صدر اور رکن مرکزی شوریٰ صوفی محمد اسحاق چوہان (بسی مولویان) 10/جنوری 2017ء بروز منگل طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے

★ مجلس احرار اسلام رحیم یار خان (بستی مولویان) کے رہنما اور مولوی محمد طارق چوہان کے والد ماجد صوفی محمد اسحاق چوہان مرحوم،انتقال 10/جنوری 2017ء

★ مجلس احرار اسلام کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے قدیم احرار کارکن بابا غلام فرید مرحوم،انتقال 23/جنوری 2017ء

★ پروفیسر محمود الحسن مرحوم کی خوش دامن صاحبہ اور سرمد صالح قریشی،سعد محمود قریشی کی نانی صاحبہ،انتقال: 21/جنوری 2017ء

★ ملتان میں ہمارے قدیم کرم فرما،سلمان خان خاکوانی کے والد،احرار کارکن حافظ محمد شاکر خان کے چچا عبداللہ خان خاکوانی مرحوم،انتقال 26/جنوری 2017ء

★ حضرت قاری نور محمد رحمۃ اللہ علیہ: 16/جنوری 2017ء کو مدینہ منورہ انتقال کر گئے۔آپ طویل عرصہ سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے اور حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قرآن کریم کی تدریس فرماتے تھے۔شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی مدظلہٗ اور آپ کے بھائیوں کے حفظ کے استاد تھے۔

★ جمعیت علماء اسلام لاہور کے ممتاز رہنما مولانا قاری نذیر احمد 11/جنوری 2017ء کو طویل علالت کے بعد لاہور میں انتقال کر گئے۔

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعاءِ مغفرت کا خاص اہتمام فرمائیں۔اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے،حسنات قبول فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائے۔پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطاء فرمائے۔۔

جان کر من جملۂ خاصانِ میخانہ مجھے　　مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

ماہ نامہ الفاروق کی ''اشاعت خاص''

بیاد

استاذ الاساتذہ، رئیس المحدثین، بخاریِ عصر، صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اس اشاعت میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی عزیمت سے عبارت سیرت وسوانح، اَحوال وآثار، تدریس، تصنیف، تبلیغ، تزکیہ، جہاد اور دیگر شعبہ ہائے دین میں آپ کی خدمات، علمی وعملی مقام ومرتبے، مسلک علماءِ حق اور دینی مدارس کے تحفّظ، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے قیام واستحکام، ہم مسلک جماعتوں میں اتحاد واتفاق کے لیے دردمندانہ کاوشیں اور باطل فتنوں کی سرکوبی کے سلسلے میں آپ کی جدوجہد کے متعلّق گراں قدر مضامین شامل ہوں گے۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ، مریدین ومتوسلین، متعلّقین ومنتسبین اور محبین سے درخواست ہے کہ وہ اس یادگاری اشاعت میں اپنی یادداشتوں، مضامین، منظومات اور تاثرات کے ذریعے شرکت فرمائیں۔ اگر کسی کے پاس حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی تحریر یا خط ہو تو اس کی کاپی بھی ارسال فرمائیں۔

خاص نمبر کی حتمی تاریخ اشاعت کا اعلان بہت جلد کر دیا جائے گا

خط کتابت کے لیے: ماہنامہ الفاروق، جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی، بلاک نمبر ۴ کراچی
پوسٹ بکس نمبر 11009، شاہ فیصل ٹاؤن، بلاک نمبر 4، کراچی، پوسٹ کوڈ نمبر 75230
فون: 021-34571132, 34573865 فیکس: 021-34571525
ای میل info@farooqia.com ویب سائٹ: www.farooqia.com

ترکی میں پناہ گزیں

شام

کے مظلوم مہاجرین آپ کی مدد کے منتظر!

خوراک، علاج معالجہ، گرم لباس، کمبل، جوتے، رہائش
اور تعلیم جیسی بنیادی ضرورتیں مہیا کرنے کے لیے

نقد رقوم عطیات، صدقات اور زکوٰۃ جمع کروائیں

اپنے ضعیف، بے گھر اور بے سہارا مظلوم شامی
مسلمان بہن، بھائیوں، بزرگوں اور بچوں کے لیے آپ
کا معمولی تعاون اُن کی خوشیاں واپس لوٹا سکتا ہے

آئیے! آگے بڑھیے!

مظلوم بے کس و بے سہارا شامی مہاجرین کی دادرسی
کریں۔ ترک حکومت کے شانہ بشانہ اُن کی امداد کیجیے
اور اجرِ عظیم کمائیے

مرکزی رابطہ

0300-6326621
0300-4240910

ذیلی مراکز

لاہور 0300-4037315	ملتان 0300-6385277	راولپنڈی 0303-4666600	پشاور 0315-9932942	کراچی 0322-8254432	سیالکوٹ 0307-6101608
گجرات 0301-6221750	چیچہ وطنی 0300-6939453	تلہ گنگ 0300-5780390	رحیم یار خان 0300-6811027	خانپور 0300-4338884	چنیوٹ 0321-7708157

عطیات، صدقات، زکوٰۃ

ACCOUNT TITLE: SYED MUHAMMAD KAFEEL BUKHARI
ACCOUNT NUMBER: 26300262
BRANCH CODE: 0278
UNITED BANK LTD - M.D.A CHOWK MULTAN, PAKISTAN

رقم ارسال کرنے کے بعد مرکزی نمبروں پر اطلاع کر کے مد (عطیہ، صدقہ، زکوٰۃ) کی وضاحت ضرور کریں

شعبہ خدمت خلق

مجلس احرار اسلام پاکستان

مرکزی دفاتر

ایوانِ احرار، 69/C حسین سٹریٹ، نیو مسلم ٹاؤن، وحدت روڈ، لاہور
مرکز احرار، دار بنی ہاشم مہربان کالونی ایم ڈی اے چوک، ملتان

Ahrar.org.pk MajliseAhrar majliseahrar majliseahrar